يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ •

اصطلاحاتِ میراث

تالیف

افتخار احمد قاسمی بستوی

ناشر

مکتبہ ابوعبد الفتاح محلّہ مومن پورہ، خلیل آباد، سنت کبیر نگر (یوپی)

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں۔

نام کتاب	:	اصطلاحاتِ میراث
مرتب	:	افتخار احمد قاسمی بستوی
تعداد صفحات	:	۶۸
سن طباعت	:	۱۴۳۵ھ مطابق ۲۰۱۴ء
کمپوزنگ وسیٹنگ	:	محمد مہر علی قاسمی (دھنباد، جھارکھنڈ) جامعہ اکل کوا
تعداد اشاعت	:	۱۱۰۰
قیمت	:	

☆ ملنے کے پتے ☆

☆ مکتبہ ابوعبدالفتاح، جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم، اکل کوا، نندوربار، مہاراشٹر

موبائل نمبر: 9423153062

☆ مکتبہ نعیمیہ دیوبند، یوپی ☆ فرید بک ڈپو، دہلی

☆ مکتبہ مدنیہ دیوبند، یوپی ☆ دارالکتاب دیوبند

متعلقات

عناوین	صفحہ
کلماتِ تحسین وتبریک	۵
مقدمہ	۶
پیش لفظ	۸
مبادیات	۹
میراث کے چار حقوق	۱۰
موانع ارث	۱۱
وارثوں کا بیان	۱۲
ذوی الفروض	۱۳
عصبات	۱۳
عصبات کی قسمیں	۱۵
میراث کے مقررہ حصے	۱۶
احوال اصحاب الفرائض	۱۷
باپ کے احوال	۱۷
دادا کے احوال	۱۸
اخیافی بھائی بہن کے احوال	۱۹
زوج کے احوال	۲۰
زوجہ کے احوال	۲۱
بنت کے احوال	۲۱
بنت الابن کے احوال	۲۲
حقیقی بہن کے احوال	۲۳
علاتی بہن کے احوال	۲۵

ماں کے احوال ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۶
جدۂ صحیحہ کے احوال ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۷
اصحاب الفرائض کے سہام ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۸
باب الحجب ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۳۰
حجب کے اقسام ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۳۰
حجب نقصان والے ورثہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۳۰
نقصان کی تفصیل ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۳۱
حرمان سے محفوظ وارث ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۳۱
حسب ذیل وارث کی وجہ سے دوسرے وارث محروم ہوجاتے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۳۱
عصبات کا بیان ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۳۲
میراث کا مسئلہ بنانے کا طریقہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۳۵
وارثوں کو ان کے حصے دینے کے لیے چند اصول وقواعد ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۳۶
عول کا بیان ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۳۹
رد کا بیان ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴۱
دو عددوں کے درمیان نسبت ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴۵
تصحیح کے سات اصول ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴۶
مناسخہ کا بیان ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۵۲
ذوی الارحام کا بیان ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۵۵
خنثیٰ کا بیان ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۵۶
حمل کی میراث ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۶۰
مفقود کا بیان ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۶۲
مرتد کا بیان ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۶۴
قیدی کا بیان ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۶۶
غرقی، حرقی اور ہدمی کا بیان ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۶۷

کلماتِ تحسین وتبریک

خادم کتاب وسنت ومعمار مساجد حضرت مولانا غلام محمد وستانوی صاحب/ دامت برکاتہم

رئیس جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم، اکل کوا ورکنِ شوریٰ دارالعلوم دیوبند

الحمد للّٰہ رب العالمین، و العاقبۃ للمتقین، و الصلاۃ و السلام علی النبی الصادق الامین، و علی آلہ و صحبہ الطیبین الطاھرین، و من تبعھم باحسان إلی یوم الدین. وبعد!

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے: إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا (پ۵) اللہ تعالیٰ تم سب کو حکم فرماتے ہیں کہ امانتیں صاحب امانت کو ادا کردیا کرو۔

آدمی کا جب انتقال ہو جاتا ہے تو اس کا سارا مال، اس کے ورثاء کا ہو جاتا ہے، اور یہ ایسی مالی امانت ہے جس کی ادائیگی ازبس ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وارثوں کے حقوق و حصص کو قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے جس کی تفصیلات فن میراث کا موضوع ہیں۔

حال ہی میں ہمارے جامعہ کے موقر استاذ مولانا افتخار احمد قاسمی بستوی نے فن میراث پر اردو زبان میں ''سراجی'' کی تمام بحثوں کو سمیٹ کر سوال وجواب کے انداز میں، ایک گراں قدر کام کیا ہے جو طلبہ علم دین کے لیے ایک بیش قیمت تحفہ ہے۔

مولانا افتخار احمد قاسمی بستوی ہمارے جامعہ میں ۱۹۹۶ء سے تاحال تدریسی خدمات میں پوری مواظبت ومداومت کے ساتھ مصروف کار ہیں، انگریزی زبان کی تدریس کے ساتھ درس نظامی کی مستند کتابیں مثلاً نورالانوار، مقامات حریری، اصول الشاشی، کافیہ، شرح نخبۃ الفکر، الفوز الکبیر اور سراجی وغیرہ زیر درس رہی ہیں۔ سراجی کی تدریس وتمرین کے دوران حاصل ہونے والے تقریباً چھ سالہ تدریسی وتعلیمی تجربات کو انہوں نے اردو کے پیکر میں ڈھال کر ''اصطلاحاتِ میراث'' کے نام سے ایک بیش قیمت کتابچہ طالبانِ علوم نبوت کی خدمت میں پیش کیا ہے۔

میں عزیز موصوف کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس رسالے کو طالبانِ فن میراث کے لیے مفید سے مفید تر بنائے، مؤلف، اس کے اساتذہ کرام، احباب واعزا، والدین ومتعلقین اور ارباب جامعہ کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے، علم دوست حلقوں کی طرف سے تحسین کے پھول نچھاور ہوں اور مؤلف کو مزید تحریری وغیر تحریری خدمات دینیہ کی توفیق نصیب ہو۔ آمین!

(مولانا) غلام محمد وستانوی

رئیس جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا، مہاراشٹر/ ۲۸ر صفر المظفر ۱۴۳۵ھ ۱ر جنوری ۲۰۱۴ء، بروز بدھ

مقدمہ

جناب مولانا مفتی محمد اسلم صاحب قاسمی پرتا بگڈھی مدظلہ

معتمد تعلیمات دارالعلوم زکریا، مرادآباد، یوپی

الحمد لله رب العالمين، و العاقبة للمتقين، و الصلاة والسلام على خاتم النبيين، محمد بن عبد الله الأمين ، و على آله و صحبه الطيبين الطاهرين، و أصحابه المكرمين. وبعد!

اللہ نے اپنے بندوں پر دو طرح کے حقوق کی ادائیگی لازم فرمائی ہے: ایک حقوق اللہ دوسرے حقوق العباد؛ نماز، روزہ، حج، زکوۃ وغیرہ کی ادائیگی حقوق اللہ کی ادائیگی کہلاتی ہے، اور معاملات ومعاشرت کے حوالے سے شریعت کے مختلف النوع باہمی پابندیاں حقوق العباد کے زمرے میں آتی ہیں، جن میں مالی حقوق بھی ہوتے ہیں، غیر مالی بھی۔

آدمی کے اس دنیا سے چلے جانے کے بعد، اس کا تمام اثاثہ اور مال واسباب اسلام کے قانونی فرمان کے نقطہ نظر سے قریبی رشتہ داروں کی مشترکہ ملکیت بن جاتا ہے، اور مرنے والے سے رشتہ داری کے استحکام کی شرح کے بقدر، حصوں کی تقسیم میں کمی وزیادتی من جانب اللہ مقرر کی گئی ہے۔ اسی کو "میراث"، اور "میراث کے مال کی ورثہ میں تقسیم" کے عنوان سے جانا جاتا ہے، اور یہ مالی حقوق کی ادائیگی کہلاتی ہے۔

یہ حقوق العباد کی ایسی نوع ہے جس سے عموماً اسلامی معاشرہ میں تغافل برتا جاتا ہے، میراث کی صحیح تقسیم، شاید ایک فیصد مسلمان بھی صحیح طور پر انجام نہیں دیتے، نہ کسی کو صحیح صحیح تقسیم حصص کی فکر، نہ فن میراث کے جاننے کی فکر، جب کہ اللہ تعالیٰ نے خود حصوں کی تقسیم کا معاملہ اپنے ذمے لے کر، اس کی اہمیت وشان کی طرف اشارہ فرمادیا ہے اور قرآن کریم میں تین بڑی بڑی آیات میراث کے متعلق نازل فرما کر، وارثوں میں میراث کے حصوں کی تقسیم وتعیین خود فرما دی ہے۔ حدیث شریف میں علم میراث کو نصف علم بتلایا گیا ہے اور فقہ حنفی کی مشہور کتاب "شامی" میں اس کی تشریح کی گئی ہے کہ زندگی اور موت دو طرح کے حالات ہوتے ہیں: زندگی سے متعلق

احکام کی معلومات نصف علم ہے اور موت کے بعد کے احکام کی معلومات نصف علم ہے، اس لیے حدیث میں اس کو نصف علم فرمایا گیا ہے۔

اسی اہمیت وفضیلت کے پیش نظر ہمارے رفیق کار و رفیق درس محترم جناب مولانا افتخار احمد قاسمی بستوی زیدت حسناتہ استاذ جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا مہاراشٹر نے میراث کے موضوع پر ایک گراں قدر تصنیف، سوال وجواب کے انداز میں، بڑی عرق ریزی و جفاکشی سے ترتیب دی ہے، جس کا انداز بیان علمی، باوقار اور مدلل ہے، عبارت واضح، شستہ اور رواں ہونے کے ساتھ، مضامین کی توضیح میں انتہائی تحقیق، دیدہ ریزی، جانفشانی اور علم وبصیرت کی جھلک نمایاں ہے۔

اس کتاب میں، درس نظامی اور دارالافتاء میں پڑھائی جانے والی مشہور ترین کتاب ''سراجی'' کے تمام اہم مباحث کا نچوڑ، آسان انداز میں پیش کرنے کی، کامیاب کوشش کی گئی ہے۔ مثلاً: میراث کے چار حقوق، موانع ارث، وارثوں کا بیان، میراث کے مقررہ حصے، اصحاب الفرائض کے احوال وسہام، باب الحجب، عصبات کا بیان، میراث کا مسئلہ بنانے کا طریقہ، عول کا بیان، رد کا بیان، تصحیح کے سات اصول، مناسخہ کا بیان، ذوی الارحام کا بیان، خنثیٰ، حمل، مفقود کی میراث، مرتد، قیدی اور غرقی، حرقی اور ہدمی کی تفصیلات کو نہایت اختصار کے ساتھ، پوری سلاست وسلامتی کو ملحوظ رکھتے ہوئے بیان کیا گیا ہے۔

البتہ مجھ جیسا مفلس علم اور تہی دست عمل، علم وفن کی کساد بازاری میں اس کتاب کی قدر وقیمت کیا پہچانے گا، پھر بھی اپنی علمی بے مائیگی کا اعتراف کرتے ہوئے دارالعلوم دیوبند کے چشمۂ فیض سے اکتساب وانتساب پر اعتماد کرتے ہوئے یہ سفارش کی جارہی ہے کہ علم وفن کے حلقوں میں بالخصوص سراجی اور شعبۂ دارالافتاء کے طلبہ میں اس کی قدردانی اور بڑھ چڑھ کر پذیرائی ہونی چاہیے اور خدا کی ذات سے امید ہے کہ علم دوست حلقوں کی طرف سے یہ کتاب خراج تحسین وصول کرے گی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ کتاب علمی حلقوں میں قدردانی کی نظر سے دیکھی جائے، اللہ تعالیٰ مؤلف محترم، احباب ورفقاء اور والدین واساتذہ کے لیے اس کو ذخیرۂ آخرت بنائے اور تصنیف وتالیف کے میدان میں مؤلف کا قلم کبھی تعب وتھکن سے آشنا نہ ہو آمین!

(مولانا) محمد اسلم قاسمی پرتاپگڈھی/ ۲۵ر دسمبر ۲۰۱۳ء

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کے آخری دین اسلام میں علم کی بڑی اہمیت ہے، خصوصاً علم فرائض کی۔ اللہ تعالیٰ نے تو قرآن کریم میں مستقل آیات اسی مقصد سے نازل فرمائی ہیں کہ بندوں کو ان کے حقوق صحیح صحیح پہونچادیے جائیں، علم فرائض میں مہارت پیدا کرنے کے لیے ریاضی اور حساب دانی بھی بہت ضروری ہے، جس سے یہ فن قابو میں آتا ہے۔

اس فن میں ہمارے اسلاف کو بڑی مہارت ہوتی تھی، لیکن اب لوگوں کی توجہات اس فن سے ہٹتی جارہی ہیں۔ معاشرہ میں حقوق رسانی اور تقسیم میراث کا جذبہ بالکل سرد پڑا ہے، اس لیے اس فن سے مدد لینے کی بہت کم ضرورت پڑتی ہے، جب کہ حقوق العباد کی ادائیگی بڑا اہم مسئلہ ہے، رشتہ داروں کی میراث ان تک پہونچانا بہت بڑی ذمے داری ہے، جس سے عہدہ برآ ہونے کے لیے علم الفرائض کی واقفیت لابدی ہے۔

طلبہ اور علما کی ذمے داری ہے کہ دین کے اس حصے کا علم بخوبی رکھیں تاکہ دین کے تمام اجزا کی کماحقہ تعلیم اور نشرواشاعت ہوسکے۔ اسی مقصد کے پیشِ نظر علم فرائض کو سہل انداز میں سوال وجواب کی شکل میں پیش کرنے کی ہمت کی گئی ہے۔ مشکل اور اہم باتوں کو حاشیہ میں لکھا گیا ہے۔ اس طرح ''اصطلاحاتِ میراث'' کے نام سے یہ مختصر رسالہ آپ کے سامنے ہے۔

راقم خواستگار ہے کہ اس رسالے سے فائدہ اٹھایا جائے اور وابستگان کو دعاؤں میں یاد رکھا جائے۔

والسلام

(مولانا) افتخار احمد قاسمی بستوی

استاذ جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا (مہاراشٹر)

۱۶/ذی الحجہ ۱۴۳۱ھ ۲۳/نومبر ۲۰۱۰ء (منگل)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین، والعاقبۃ للمتقین، والصلاۃ والسلام علی النبی الأمین، وعلی آلہ وصحبہ أجمعین. أما بعد!

یہ ایک مختصر رسالہ میراث کے فن میں، سوال وجواب کی شکل میں ترتیب دیا جارہا ہے، جس کا مقصد یہ ہے کہ میراث کی اصطلاحات طلبہ کے ذہن میں جاں گزیں ہوجائیں اور یہ فن آسانی سے محفوظ ہوسکے۔

مبادیات

سوال: میراث کس کو کہتے ہیں؟

جواب: میت کے چھوڑے ہوئے مال کو میراث (۱) کہتے ہیں جس میں کسی طرح کا کوئی مطالبہ نہ ہو۔

---

(۱) میراث کی جمع مواریث آتی ہے، اس فن کا ایک نام "علم المواریث" ہے، دوسرا نام "علم الفرائض" ہے۔ اصطلاحی تعریف علم المواریث کی یہ ہے کہ یہ ایک علم ہے جس سے مرنے والے کی ملکیت اس کے زندہ وارثوں کی طرف منتقل کی جاتی ہے۔ اس علم کی بڑی فضیلت ہے، اللہ تعالیٰ نے نماز، روزہ وغیرہ احکام اجمالی طور پر نازل فرمائے ہیں اور ان کی تفصیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کی ہے، لیکن میراث کی تمام تفصیلات اللہ تعالیٰ نے خود نازل فرمائی ہیں (۵/۵۳۳، رد المحتار) مختلف احادیث میں بھی اس علم کے سیکھنے اور سکھانے کی ترغیب آئی ہے، انہیں میں سے یہ حدیث بھی ہے کہ فرائض کو سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ کیوں کہ یہ آدھا علم ہے۔ آدھا علم کہنے کی محدثین اور فقہا نے مختلف توجیہات فرمائی ہیں، علامہ شامیؒ نے جس توجیہ کو اقرب الی الفہم فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ ہر انسان کے دو حالات ہیں زندگی اور موت، تمام احکام وعلوم زندگی سے متعلق ہیں اور علم میراث موت سے متعلق ہے، اس لیے اس کو "آدھا علم" قرار دیا گیا ہے۔ (شامی)

سوال: فن میراث کا موضوع کیا ہے؟

جواب: فن میراث کا موضوع ''مال میراث/ترکہ'' اور وارث لوگ ہیں۔

سوال: وارث کسے کہتے ہیں؟

جواب: قرآن وحدیث اور اجماع سے ثابت حصے پانے والوں کو وارث کہتے ہیں۔

سوال: ''مورث'' کی تعریف کیجیے؟

جواب: جائداد چھوڑ کر مرنے والے مرد یا عورت کو ''مُورِث'' کہتے ہیں۔

سوال: فن میراث کا مقصد کیا ہے؟

جواب: اس فن کا مقصد ہے کہ حق دار کو اس کا حق ٹھیک ٹھیک پہونچ جائے یا بالفاظِ دیگر ''حق را بہ حق دار رسانیدن''۔

میراث کے چار حقوق

سوال: میراث کے ۴ حقوق کیا ہیں؟

جواب: میراث کے ۴ حقوق ترتیب سے اس طرح ہیں: (۱) تجہیز وتکفین (۲) دَین (قرض) کی ادائیگی (۳) وصیت نافذ کرنا (۴) ورثہ میں تقسیمِ مال۔

سوال: میراث تقسیم کرنے کا طریقہ بتائیے؟

جواب: جب کسی کا انتقال ہو جاتا ہے تو اس کا سارا مال ''میراث'' بن جاتا ہے، جس کو جلد از جلد تقسیم کر دینا چاہیے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ میراث کے مال سے سب سے پہلے میت کے کفن دفن کا انتظام کریں گے، سارا مال اسی میں لگ جائے تو آگے کچھ کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور اگر مال بچ جائے تو میت کا قرض ادا

کریں گے، قرض میں سب مال لگ جائے تو آگے کچھ نہیں کرنا ہے اور اگر بچ جائے تو بچے ہوئے مال میں سے تین حصے کرکے ایک حصہ وصیت میں لگا دیں گے (اگر وصیت کی ہے ورنہ) پھر بقیہ مال کو وارثوں میں تقسیم کریں گے۔

موانعِ ارث

سوال: موانع ارث کی تعریف کیجئے؟

جواب: ایسی چیزیں جو وارث کو میراث ملنے سے رکاوٹ پیدا کریں انہیں ''موانع ارث'' کہتے ہیں۔

سوال: موانع ارث کتنے ہیں اور کیا کیا؟

جواب: موانع ارث چار ہیں:

(۱) قتل☆ (۲) غلامی (۳) اختلاف دین (۴) اختلاف دار

سوال: مطلقہ عورت اپنے شوہر کی وارث ہوگی یا نہیں؟

جواب: اگر مطلقہ کی عدت پوری ہو جائے، پھر طلاق دینے والے شوہر کا انتقال ہو جائے تو مطلقہ عورت وارث نہ ہوگی۔

اگر شوہر نے طلاق رجعی دی ہے اور عدت نہیں گذری ہے تو اس حالت میں شوہر کے انتقال ہونے پر مطلقہ عورت وارث ہوگی۔

☆قتل کی تفصیل حسب ذیل ہے: (۱) قتل عمد (۲) شبہ عمد (۳) خطا (۴) شبہ خطا (۵) قتل بسبب۔

۱.....قتل عمد: امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ کے نزدیک قصداً کسی ہتھیار سے یا ہتھیار کے قائم مقام آلے سے قتل کرنے کو ''قتل عمد'' کہتے ہیں، اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ نیز ائمہ ثلاثہ (امام شافعیؒ امام مالکؒ اور امام احمدؒ) کے نزدیک قصداً کسی ایسی چیز سے قتل کرنے کو ''قتل عمد'' کہتے ہیں جس سے عام طور سے آدمی مر جاتا ہے، جیسے بھاری (بقیہ: ص ۱۲)

وارثوں کا بیان

سوال: وارث کی کتنی قسمیں ہیں؟ نام بتائیں:

جواب: وارث کی تین قسمیں ہیں:

(۱) ذوی الفروض (۲) عصبات (۳) ذوی الارحام

(بقیہ ص ۱۱)..... لکڑی وغیرہ۔ اس قسم میں گناہ بھی ہوگا، قصاص بھی واجب ہوگا اور قاتل میراث سے بھی محروم ہوگا۔

۲..... قتلِ شبہِ عمد: ایسی چیز سے کسی کو مار ڈالنا جو نہ تو ہتھیار ہو اور نہ ہی ہتھیار کے قائم مقام ہو، اور یہ مار ڈالنا قصداً ہو تو امام اعظمؒ کے نزدیک اس طرح کے قتل کو "قتل شبہ عمد" کہتے ہیں۔ جیسے: کوڑا، بڑی لاٹھی، ڈنڈا وغیرہ۔ لیکن صاحبین اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اس کی تعریف یہ ہے کہ جس سے عام طور پر آدمی نہ مرے اس سے کسی کو قتل کر دینا قتل شبہ عمد کہلاتا ہے۔ جیسے چھوٹی لاٹھی۔ امام صاحب کے قول پر فتویٰ ہے، علامہ شامیؒ نے رد المحتار: ۵/۳۷۶ پر "و بہ یفتی" کہہ کر اس کی تصریح کی ہے۔ (ہدایہ ۴/۵۲۰، شامی: ۵/۳۷۶)

حکم: قتل شبہ عمد کا حکم یہ ہے قاتل میراث نہیں پائے گا، گناہ، کفارہ اور عاقلہ پر دیت مغلظہ سب لازم ہوں گے۔

کفارہ: ایک غلام آزاد کرنا، میسر نہ ہونے پر مسلسل ۶۰ روزے رکھنا۔ دیت مغلظہ: ۱۰۰/ اونٹ ۴/ طرح کے۔ ۲۵/ بنت مخاض، ۲۵/ بنت لبون، ۲۵/ حقہ، ۲۵/ جذعہ: یہ ۴/ طرح کے اونٹ ہوئے۔ اور دیت مخففہ: ۱۰۰/ اونٹ ۵/ طرح کے۔ ۲۰/ بنت مخاض، ۲۰/ ابن مخاض، ۲۰/ بنت لبون، ۲۰/ حقہ، ۲۰/ جذعہ: یہ ۵/ طرح کے اونٹ ہوئے۔

(بدائع الصنائع: ۶/۳۰۴، ص ۱۱-۱۵)

۳..... قتلِ خطا: اس کی دو قسمیں ہیں: ۱) قصد میں خطا۔ ۲) فعل میں خطا۔ شکار سمجھ کر کسی آدمی کو گولی مارنا قصد میں خطا کہلاتا ہے۔ اور نشانہ چوک جانے کو فعل میں خطا کہتے ہیں۔

۴..... شبہِ خطا: اَن جانے میں قتل کا صادر ہونا۔ مثلاً: سو رہا تھا کہ اَن جانے میں بچہ دب کر مر گیا۔ درخت پر سے بلا اختیار کسی پر گر پڑا اور جس پر گرا وہ مر گیا۔

حکم: قتلِ خطا اور شبہ خطا دونوں میں کفارہ اور دیت خفیفہ دینا پڑتا ہے۔

۵..... قتل بالسبب: سببِ قتل اپنانا، مثلاً دوسرے کی زمین میں کنواں کھودا، کھودنے والے کا رشتہ دار اس میں گر کر مر گیا۔

حکم: قتل بالسبب میں عاقلہ پر دیت لازم ہے۔

ذوی الفروض:

سوال: ذوی الفروض کون لوگ ہیں؟

جواب: ذوی الفروض وہ لوگ ہیں جن کا حصہ☆ شریعت میں مقرر ہے۔

اور وہ کل بارہ افراد ہیں: جن میں سے مردوں کی تعداد چار ہے اور عورتوں کی آٹھ۔

چار مرد یہ ہیں: ۱۔ شوہر، ۲۔ باپ، ۳۔ دادا، ۴۔ اخیافی بھائی۔

آٹھ عورتیں یہ ہیں: ۱۔ بیٹی، ۲۔ پوتی، ۳۔ سگی بہن، ۴۔ علاتی بہن، ۵۔ ماں، ۶۔ دادی/ نانی، ۷۔ بیوی ایک ہو یا زیادہ، ۸۔ اخیافی بہن۔

عصبات

سوال: عصبات کسے کہتے ہیں؟

جواب: عصبات، عصبہ کی جمع ہے، اور عصبہ عاصب کی جمع ہے لغوی معنیٰ ہیں گھیرنے والے۔

اصطلاحی تعریف: آدمی (میت) کے وہ رشتے دار جن کا حصہ قرآن میں مقرر نہ ہو۔ اور وہ اکیلے ہونے کی صورت میں کل مال اور دوسرے وارث کے موجود ہونے کی صورت میں بچا ہوا مال لے لیں ان کو اصطلاح میں "عصبہ" کہتے ہیں۔

سوال: عصبہ کی مثال دیجئے؟

جواب: بیٹا، پوتا، دادا، بھائی، بھتیجہ، چچا، چچازاد بھائی وغیرہ۔

☆حصوں کے لیے قرآن کریم کی ۳/ آیات بڑی اہم ہیں: (۱) يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ ۖ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ ۚ فَإِن كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۖ وَإِن كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۚ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِن كَانَ لَهُ وَلَدٌ ۚ فَإِن لَّمْ يَكُن لَّهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَإِن كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ ۚ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۚ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿النساء ۱۱﴾

(۲) وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۚ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ ۚ وَصِيَّةً مِنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ (النساء:۱۲)

(۳) يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ ۚ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ ۚ وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً رِجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ ۗ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (النساء:۱۷۶)

(۱) ترجمہ: اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو تمہاری اولاد کے بارے میں تاکیدی حکم دیتے ہیں کہ ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے، پھر اگر صرف لڑکیاں ہی ہوں گو دو سے زیادہ ہوں تو ان کے لیے ترکہ کا دو تہائی ہے، اور اگر ایک بیٹی ہو تو اس کے لیے نصف ہے اور میت کے والدین میں سے ہر ایک کے لیے ترکہ کا چھٹا حصہ ہے، اگر میت کی اولاد موجود ہے اور اگر اس کی کوئی اولاد نہیں ہے اور ماں باپ اس کے وارث ہیں، تو اس کی ماں کے لیے ایک تہائی ہے (اور بقیہ ۲/۳ باپ کا ہے) پھر اگر میت کے کئی بھائی ہیں تو اس کی ماں کے لیے چھٹا حصہ ہے، اس وصیت کے بعد جو کر کے وہ مرا ہے یا ادائے قرض کے بعد، تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے باپ اور بیٹیوں میں سے تمہارے لیے کون زیادہ نفع بخش ہے، یہ حصے خدا کے مقرر کردہ ہیں، واقعی اللہ رب العزت علیم بھی ہیں حکیم بھی۔

(۲) ترجمہ: اور تمہارے واسطے تمہاری ازواج کے ترکے کا نصف ہے، اگر ان کی کوئی اولاد نہ ہو، اور اگر ان کی کوئی اولاد ہو تو تمہارے لیے چوتھائی ہے اس مال میں سے جو وہ چھوڑ گئیں، اس وصیت کے کے بعد جو وہ کر گئیں، یا قرض کی ادائیگی کے بعد۔ اور ان بیویوں کے لیے تمہارے ترکے کا چوتھائی حصہ ہے اگر تمہاری کوئی اولاد نہ ہو، اور اگر تمہاری کوئی اولاد ہے، تو ان کے لیے تمہارے متروکہ مال کا آٹھواں حصہ ہے اس وصیت کے بعد جو تم کر دو یا قرض ادا کرنے کے بعد۔ اور اگر وہ مرد جس کی میراث ہے کلالہ ہے (یعنی باپ اور بیٹا کچھ نہیں رکھتا) یا ایسی کوئی عورت ہے اور اس کا بھائی اور بہن ہے، تو ان میں سے ہر ایک کے لیے چھٹا حصہ ہے، اور اگر (ماں شریک بھائی بہن) زیادہ ہوں تو سب ثلث میں شریک ہیں، اس وصیت کے بعد جو ہو چکی ہے، یا قرض کے بعد، جب کہ اوروں کا نقصان کرنے والا نہ ہو۔ یہ اللہ کا حکم ہے، اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والے اور تحمل والے ہیں۔

(۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ حکم پوچھتے ہیں، تو آپ بتلا دیجیے کہ اللہ تعالیٰ تم کو کلالہ کے بارے میں حکم بتاتے ہیں، اگر کوئی آدمی مر گیا، اور اس کی اولاد نہیں ہے اور اس کے ایک بہن ہے تو اس کو ترکہ کا نصف ملے گا اور وہ بھائی وارث ہے اس بہن کا اگر اس کے اولاد نہ ہو، پھر اگر بہنیں دو ہوں تو ان کو میراث کا ۲/۳ حصہ ملے گا اور اگر اسی رشتے کے کئی شخص ہوں کچھ مرد اور کچھ عورتیں تو ایک مرد کو دو عورتوں کے برابر ملے گا، اللہ تعالیٰ تمہارے لیے بیان فرماتے ہیں تاکہ تم راہ سے ہٹ نہ جاؤ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو اچھی طرح جاننے والے ہیں۔

عصبات کی قسمیں

سوال: عصبہ کی کتنی قسمیں ہیں؟ نام بتائیں:

جواب: عصبہ کی تین قسمیں ہیں: (۱) عصبہ بنفسہٖ (۲) عصبہ بغیرہٖ (۳) عصبہ مع غیرہٖ (عصبہ کا تفصیلی بیان آگے ہے)

سوال: ذوی الارحام کسے کہتے ہیں؟

جواب: میت کے وہ رشتے دار ذوی الارحام کہلاتے ہیں جن کا شریعت میں حصہ مقرر نہ ہو، اور وہ عصبات میں سے بھی نہ ہوں۔
ذوی الارحام زیادہ تر ننھیالی رشتے سے تعلق رکھتے ہیں۔ جیسے: خالہ، پھوپھی، بھانجے، ماموں وغیرہ۔

سوال: ذوی الارحام کب میراث پاتے ہیں؟

جواب: اصحاب الفروض اور عصبات نہ ہوں تب میراث پاتے ہیں۔☆

☆ اکثر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی رائے میں ذوی الارحام میراث پاتے ہیں، حضرت عمر بن خطابؓ، حضرت علی بن ابی طالبؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت ابوالدرداءؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ یہ بھی صحابۂ کرامؓ ذوی الارحام کو میراث کا مستحق مانتے ہیں، یہی رائے تابعین میں سے علقمہؒ، طاؤسؒ، عبیدہ السلمانیؒ، مسروقؒ، جابر بن زیدؒ، ابن ابی لیلیٰؒ، عیسیٰ بن ابانؒ، ابراہیمؒ، شریحؒ، حسنؒ، ابن سیرینؒ، عطاء اور مجاہدؒ کی بھی ہے، کہ ذوی الارحام میراث کے مستحق ہیں؛ ہمارے اصحاب امام ابوحنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ اور امام زفرؒ کی بھی یہی رائے ہے۔ .... البتہ حضرت زید بن ثابتؓ اور ایک روایت میں حضرت ابن عباسؓ ذوی الارحام کو میراث کا مستحق نہیں مانتے۔ اور سارا مال بیت المال میں رکھنے کی بات کہتے ہیں، تابعین میں اسی رائے کو سعید بن مسیبؒ اور سعید بن جبیرؒ نے بھی اختیار کیا ہے، امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا قول بھی یہی ہے۔ (شریفیہ مع حواشی مولانا عبدالحی فرنگی محلیؒ: ۹۶)

میراث کے مقررہ حصے

سوال: شریعتِ محمدیہ میں میراث کے مقررہ حصے کل کتنے ہیں؟

جواب: اسلام میں میراث کے مقررہ حصے کل چھ ہیں:

۱۔نصف	یا	1/۲	(آدھا)
۲۔ربع	یا	1/۴	(چوتھائی)
۳۔ثمن	یا	1/8	(آٹھواں)
۴۔سدس	یا	1/۶	(چھٹا)
۵۔ثلث	یا	1/۳	(تہائی)
۶۔ثلثان	یا	۲/۳	(دوتہائی)

اوپر کے تین یعنی نصف، ربع، ثمن کو "قسم اول" کہتے ہیں، اور دوسرے تین یعنی سدس، ثلث اور ثلثان کو "قسم ثانی" کہتے ہیں۔☆

☆یہ دونوں قسمیں "تضعیف وتنصیف" کے طور پر ہیں: یہ ان دونوں قسموں کی خوبی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ان کو داہنی طرف سے دیکھا جائے تو ہر عدد اپنے بعد والے کے مقابلے میں دوگنا نظر آئے گا، مثلاً: قسم اول کو داہنی طرف سے دیکھئے: نصف، ربع، ثمن میں نصف ربع کا دوگنا ہے اور ربع ثمن کا دوگنا ہے، اسی طرح قسم ثانی: ثلثان، ثلث، سدس میں، ثلثان ثلث کا دوگنا ہے، اور ثلث سدس کا دوگنا ہے۔ اسی کو عربی میں "تضعیف" کہتے ہیں، معنی میں دوچند کرنا، یعنی عدد کو اس طرح بیان کرنا کہ داہنی طرف سے ہر عدد اپنے بعد والے کا دوگنا نظر آئے۔

انہیں اعداد کو اگر بائیں طرف سے دیکھیں تو وہ عدد اپنے پاس والے سے آدھا نظر آئے گا۔ مثلاً قسم اول نصف، ربع، ثمن کو بائیں طرف سے دیکھیں تو ثمن اپنے پاس والے ربع کا آدھا نظر آئے گا، اور ربع اپنے پاس والے نصف کا آدھا ہوگا، اسی طرح دوسری قسم ثلثان، ثلث، سدس میں ہوگا، بائیں طرف سے سدس کو لیں تو یہ سدس ثلث کا آدھا ہے، اور ثلث ثلثان کا آدھا ہے، اسی کو "تنصیف" کہتے ہیں۔ معنی ہیں آدھا کرنا: یعنی عدد کو اسی طرح بیان کرنا کہ بائیں طرف سے ہر عدد اپنے پاس والے عدد کا آدھا نظر آئے۔ (سراجی شریفیہ طرازی)

احوالِ اصحاب الفرائض

(١)باپ کے احوال

سوال: باپ کے احوال بتائیں؟

جواب: باپ کے احوال ۳ ہیں: (١)سدس (۲)سدس وعصبہ (۳)صرف عصبہ

یا بالفاظِ دیگر: (١)فرض مطلق ☆ (۲)فرض مع التعصیب (۳)عصبہ محض

سوال: تینوں احوال کی تفصیل بتائیں؟

جواب: میت کی اگر مذکر اولاد یعنی بیٹا یا پوتا وغیرہ موجود ہو، تو باپ کو فرض مطلق یعنی سدس (چھٹا حصہ) ملے گا۔.....میت کی اگر مؤنث اولاد بیٹی یا پوتی وغیرہ موجود ہو، بیٹا پوتا نہ ہو، تو باپ کو سدس بھی ملے گا اور بقیہ مال بھی۔.....میت کی اگر مذکر ومؤنث کوئی اولاد نہ ہو تو باپ صرف عصبہ ہوگا اور بقیہ مال ملے گا۔

☆فرض مطلق کی مثال: عدد مسئلہ ١۲

زوج	ام	اب	ابن
ربع	سدس	سدس	عصبہ
۳	۲	۲	۵

فرض مع التعصیب کی مثال: عدد مسئلہ ١۲ نمبر ١۳

زوج	اب	بنت الابن
ربع	سدس وعصبہ	نصف
۳	۳	٦

محض عصبہ کی مثال: عدد مسئلہ ۲

زوج	اب	اخت
نصف	عصبہ	نصف
١		١

(۲) جد(۱) (دادا) کے احوال

سوال: جد کے احوال بتائیں؟

جواب: جد کے ۴ / احوال ہیں: (۱) فرض مطلق (۲) فرض مع التعصیب (۳) عصبہ محض (۴) محجوب

(۱) فرض مطلق: میت کے باپ نہ ہوں، اس کے دادا ہوں اور میت کی مذکر اولاد ہو تو دادا کو فرض مطلق یعنی سدس ملے گا۔(۲)

(۲) فرض مع التعصیب: باپ نہ ہو، اور میت کی مؤنث اولاد ہو تو دادا کو فرض یعنی سدس ملے گا اور وارثوں کے حصے لینے کے بعد بقیہ مال بھی ملے گا۔(۳)

---

(۱) باپ اور دادا میں ۴ / مسئلوں میں فرق ہے: ۱-باپ کے ساتھ حقیقی یا علاتی بھائی بہن ہوں تو بالاتفاق ساقط ہو جاتے ہیں، لیکن دادا کے ساتھ ساقط نہیں ہوتے۔ ۲-باپ کے ساتھ ماں اور احد الزوجین ہوں تو ماں کو ثلث باقی ملے گا اور دادا کے ساتھ ماں اور احد الزوجین ہوں تو ماں کو ثلث کل ملے گا۔ ۳-باپ کے ساتھ دادی ساقط ہو جاتی ہے لیکن دادا کے ساتھ دادی ساقط نہیں ہوتی۔ ۴-اب المعتق کے ساتھ ابن المعتق ہو تو اب کو سدس ملے گا اور اگر جد المعتق کے ساتھ ابن المعتق ہے تو ابو یوسفؒ کے نزدیک جد المعتق کو کچھ نہیں ملے گا۔(سراجی شریفیہ، طرازی وغیرہ)

(۲) فرض مطلق برائے جد کی مثال: عدد مسئلہ ۶

جد	ابن	ام
سدس ۱	۴	سدس ۱

(۳) فرض مع التعصیب: عدد مسئلہ ۱۲

زوج	جد	اخ لام	بنت
ربع	سدس / عصبہ	م	نصف
۳	۱/۲		۶

(۳) عصبہ محض (۱): میت کا باپ نہ ہو اور میت کی کوئی مذکر یا مؤنث اولاد بھی نہ ہو تو دادا کو صرف بقیہ مال ملے گا۔

(۴) محجوب (۲): میت کا باپ موجود ہو تو دادا کو کچھ نہیں ملے گا۔

(۳) اخیافی بھائی بہن کے احوال (۳)

سوال: اخیافی بھائی بہن کے کتنے احوال ہیں؟

جواب: اخیافی بھائی بہن کے تین احوال ہیں: (۱) سدس (۲) ثلث (۳) محجوب۔

---

(۱) عصبہ محض کی مثال: عدد مسئلہ ٦

جد	جدہ	اخت
عصبہ	سدس	م
۵	۱	م

(۲) محجوب کی مثال: عدد مسئلہ ۴

زوجہ	اب	جد	جدہ
ربع	عصبہ	م	م
۱	۳		

(۳) اخیافی بھائی بہن: ایسے بھائی بہن کو کہتے ہیں جن کی ماں ایک ہو باپ الگ الگ، جیسے ایک عورت کی شادی ایک آدمی سے ہوئی، اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا، پھر اس آدمی کا انتقال ہو گیا، اب عورت نے دوسرے آدمی سے شادی کی، اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، اس لڑکی کی ماں ایک ہی ہے لیکن باپ بدل گئے تو یہ دونوں بھائی بہن ہوئے انہیں کو "اخیافی بھائی بہن" "ماں شریک بھائی بہن" اور عربی میں "اولادالام" کہتے ہیں۔ (از راقم)

نوٹ: اخیافی بھائی بہن کو آپس میں برابر برابر حصے ملیں گے، یہاں للذکر مثل حظ الانثیین کا ضابطہ نافذ نہیں ہوگا۔ مثلاً کسی مسئلہ میں ایک اخیافی بھائی اور ایک اخیافی بہن ہو اور چچا ہو تو اخیافی بھائی اور بہن کو ثلث ملے گا اور بقیہ چچا کو ملے گا۔ عدد مسئلہ ۳

اخ لام	اخت لام	عم
ثلث		عصبہ
۱		۲

اب ایک کو دو حصے کریں گے، مذکر مؤنث کا فرق نہیں کریں گے۔

سدس: اگر اخیافی بھائی یا بہن ایک ہو، اور میت کے اصول وفروع میں سے کوئی نہ ہو تو اخیافی بھائی یا بہن کو "سدس" ملے گا۔

ثلث: میت کے اصول وفروع نہ ہوں اور اخیافی بھائی یا بہن ایک سے زیادہ ہوں تو "ثلث" ملے گا۔

محرومی(۱)**:** میت کے اصول وفروع میں سے کوئی ہو تو اخیافی بھائی بہن محروم ہوں گے۔

(۴) زوج کے احوال

زوج کی دو حالتیں ہیں(۲): (۱) نصف (۲) ربع

نصف: میت کی اولاد نہ ہو تو زوج کو نصف ملے گا۔

ربع: اگر اولاد ہو تو ربع ملے گا۔

---

(۱) محرومی کو محجوبی بھی کہتے ہیں، یہاں دونوں مترادف ہیں، البتہ محروم ومحجوب میں اصطلاحی فرق ہے: وہ یہ ہے کہ اگر وارث میں ذاتی عیب ہے تو اس کو محروم کہتے ہیں جیسے کافر بیٹا، اور اگر خارجی عیب ہے تو اس کو محجوب کہتے ہیں، جیسے دادا باپ کی موجودگی میں محجوب ہے محروم نہیں۔

(۲) پہلی حالت: نصف مثال: عدد مسئلہ ۲ — دوسری حالت: ربع مثال: عدد مسئلہ ۴

زوج	اخت
نصف	نصف
۱	۱

زوج	ابن
ربع	عصبہ
۱	۳

(۵) زوجہ کے احوال

سوال: زوجہ کی حالتیں بتایئے؟

جواب: زوجہ کی دو حالتیں ہیں(۱): (۱) ربع (۲) ثمن

ربع: میت کی اولاد نہ ہو تو زوجہ کو "ربع" ملے گا۔

ثمن: میت کی اولاد ہو تو زوجہ کو "ثمن" ملے گا۔

(۶) بنت کے احوال

سوال: بنت کے احوال بتائیں؟

جواب: بنت کی ۳ رحالتیں ہیں: (۱) نصف (۲) ثلثان (۳) عصبہ بالغیر۔

نصف: بنت ایک ہو، اور میت کا بیٹا نہ ہو تو بنت کو نصف ملے گا۔

ثلثان: بنت دو ہوں یا دو سے زیادہ اور بیٹا نہ ہو تو ثلثان ملے گا۔

---

(۱) ربع کی مثال: عدد مسئلہ ۴

زوج	اخت
ربع	نصف
۱	۲

ثمن کی مثال: عدد مسئلہ ۸×۳ = ۲۴

زوجہ	ابن	بنت
ثمن	عصبہ (۳)	
۱/۳	۲۱/۷	

زوجہ کے "ربع" اور "ثمن" ملنے کی دلیل قرآن کی یہ آیت ہے: " ولھن الربع مما ترکتم ان لم یکن لکم ولد فان کان لکم ولد فلھن الثمن مما ترکتم " اور بیویوں کے لیے ترکہ کا چوتھائی حصہ ہے اگر تمہاری اولاد نہ ہو، اور اگر تمہاری اولاد ہو تو ان کے لیے تمہارے ترکہ کا آٹھواں حصہ متعین ہے۔

ضروری بات: اللہ تعالیٰ نے شوہر بیوی کی میراث میں بھی "للذکر مثل حظ الانثیین" کا ضابطہ ملحوظ رکھا ہے، چنانچہ اگر اولاد نہ ہو تو شوہر کو نصف اور بیوی کو ربع ملتا ہے تو نصف کا آدھا ہے اور اگر اولاد ہو تو شوہر کو ربع اور عورت کو ثمن ملتا ہے جو ربع کا آدھا ہے۔ (طرازی: ۷۰)

عصبہ بالغیر: بنت کے ساتھ میت کا ابن بھی ہو تو بنت عصبہ بالغیر ہوگی۔ اور ابن کو بنت کا دو گنا ملے گا۔☆

(۷) بنت الابن یعنی پوتی کے احوال

سوال: پوتی کے کتنے احوال ہیں؟

جواب: پوتی کے ۶/احوال ہیں: (۱) نصف (۲) ثلثان (۳) سدس (۴) محجوب بالبنات (۵) عصبہ بالغیر (۶) محجوب بالابن۔

سوال: ہر حالت کی تفصیل بتائیں؟

جواب: ۱۔**نصف:** میت کی کوئی فرع نہ ہو اور پوتی ایک ہو تو ''نصف'' ملے گا۔

۲۔**ثلثان:** میت کی کوئی فرع نہ ہو اور پوتی ایک سے زیادہ ہو تو پوتی کو ''ثلثان'' ملے گا۔

۳۔**سدس:** میت کی ایک بیٹی ہو، بیٹا پوتا نہ ہو، تو ''سدس'' ملے گا۔

۴۔**محجوب بالبنات:** میت کی ایک سے زیادہ بیٹیاں ہوں تو پوتی ''محجوب'' ہوگی۔

۵۔**عصبہ بالغیر:** پوتی کا بھائی (پوتا) یا اس سے نیچے درجے کا (بھائی یعنی پوتا) موجود ہو تو ''پوتی'' ''عصبہ بالغیر'' ہوگی۔

☆بنت کے احوال کی مثالیں:

نصف: عدد مسئلہ ۲

عم	بنت
عصبہ	نصف
۱	۱

ثلثان: عدد مسئلہ ۳

عم	۲/بنت
عصبہ	ثلثان
۱	۲

عصبہ بالغیر: عدد مسئلہ ۳

ابن	بنت
عصبہ بالنفس	عصبہ بالغیر
۲	۱

۶۔ محجوب بالابن: میت کا بیٹا ہو تو "پوتی" محجوب ہوگی۔(۱)

(۸) حقیقی بہن (اخت لاب وام) کے احوال

سوال: حقیقی بہن (اخت لاب وام) کے احوال بتائیں؟

جواب: حقیقی بہن کے (مندرجہ ذیل) ۵/ احوال ہیں:

(۱) نصف (۲) ثلثان (۳) عصبہ مع الغیر (۴) عصبہ بالغیر (۵) محجوب

---

(۱) فرع: میت کی فرع کا مطلب میت کی اولاد، بیٹا، پوتا، بیٹی، پوتی وغیرہ۔ بیٹا پوتا کو "فرع مذکر" کہتے ہیں، اور بیٹی پوتی کو "فرع مؤنث" کہتے ہیں۔(مؤلف) مثالیں:

۱۔نصف: عدد مسئلہ ۲

پوتی	چچا
نصف	عصبہ
۱	۱

۲۔ثلثان: عدد مسئلہ ۳

۲/پوتی	چچا
ثلثان	عصبہ
۲	۱

۳۔سدس: عدد مسئلہ ۶

بیٹی	پوتی
نصف	سدس
۳	۱

۴۔محجوب بالبنات: عدد مسئلہ ۳

۲/بیٹی	پوتی
ثلثان	محجوب
۲	

۵۔عصبہ بالغیر: عدد مسئلہ ۳

پوتی	پوتا
عصبہ بالغیر	عصبہ بالنفس
۱	۲

۶۔محجوب بالابن: عدد مسئلہ ۱

پوتی	بیٹا
م	۱

سوال: تمام احوال کی تفصیل بتائیے؟

جواب: ۱۔نصف: بہن ایک ہو اور میت کے ''اصول مذکر''(۱) اور ''فروع مذکر''(۲) میں سے کوئی نہ ہو تو بہن کو ''نصف'' ملے گا۔(۳)

۲۔ثلثان: بہن ایک سے زیادہ ہو اور اصول مذکر فروع مذکر نہ ہوں تو ''ثلثان'' ملے گا۔(۳)

۳۔عصبہ مع الغیر: میت کی فروع مونث میں سے کوئی ہو تو بہن ''عصبہ مع الغیر'' ہوگی۔(۴)

۴۔عصبہ بالغیر: حقیقی بہن کا حقیقی بھائی موجود ہو اور میت کی اصول مذکر و فروع مذکر میں سے کوئی نہ ہو۔(۵)

۵۔محجوب: میت کی اصول مذکر یا فروع مذکر میں سے کوئی ہو تو بہن محجوب ہوگی۔(۶)

---

(۱) ''اصول مذکر'' سے مراد باپ، دادا، پڑدادا اوپر تک ہیں۔

(۲) ''فروع مذکر'' سے مراد بیٹا، پوتا، پڑپوتا نیچے تک ہیں۔

(۳) نصف کی مثال: عدد مسئلہ ۲

اخت	اب
نصف	عصبہ
۱	۱

(۳) ثلثان کی مثال: عدد مسئلہ ۳

۲/اخت	عم
ثلثان	عصبہ
۲	۱

(۴) عصبہ مع الغیر کی مثال: عدد مسئلہ ۲

اخت	بنت
عصبہ مع الغیر	نصف
۱	۱

(۵) عصبہ بالغیر کی مثال: عدد مسئلہ ۳

اخت	اخ
عصبہ بالغیر	عصبہ بنفسہ
۱	۲

(۶) محجوب کی مثال: عدد مسئلہ ۱

ابن	اخت
عصبہ	م
۱	

(۹) علاتی بہن (اخت لاب) کے احوال

سوال: علاتی بہن کے احوال بتائیں؟

جواب: علاتی بہن کے ۷/احوال ہیں، تفصیل مندرجہ ذیل سطروں میں دیکھیں:

(۱) نصف (۲) ثلثان (۳) عصبہ مع الغیر (۴) سدس

(۵) محجوب بالاناث (۶) عصبہ بالغیر (۷) محجوب بالذکور

سوال: ہر حالت کی تفصیل بتائیں؟

جواب: ۱۔نصف: میت کے اصول مذکر اور فروع مذکر نہ ہوں حقیقی یا علاتی بھائی بھی نہ ہو اور علاتی بہن ایک ہو تو اس کو نصف ملے گا۔(۱)

۲۔ثلثان: مذکورہ عدمی شرطیں ہوں اور علاتی بہن ایک سے زیادہ ہو تو ثلثان ملے گا۔(۲)

۳۔عصبہ مع الغیر :میت کی فروع مؤنث میں سے کوئی ہو تو علاتی بہن عصبہ مع الغیر ہوگی۔(۳)

۴۔سدس: میت کی ایک حقیقی بہن ہو تو علاتی بہن کو سدس ملے گا۔(۴)

---

(۱) نصف کی مثال: عدد مسئلہ ۶

اخت لاب	ام	عم
نصف	ثلث	عصبہ
۳	۲	۱

(۲) ثلثان کی مثال: عدد مسئلہ ۶

۲/اخت لاب	ام	عم
ثلثان	سدس	عصبہ
۴	۱	۱

(۳) عصبہ مع الغیر کی مثال: عدد مسئلہ ۲

اخت لاب	بنت	عم
عصبہ مع الغیر	نصف	
۱	۱	م

(۴) سدس کی مثال: عدد مسئلہ ۶

اخت	اخت لاب	عم
نصف	سدس	عصبہ
۳	۱	۲

۵۔ محجوب بالاناث: میت کی حقیقی بہن ار سے زیادہ ہو تو علاتی بہن محجوب ہو گی۔(۵)

۶۔ عصبہ بالغیر: میت کا علاتی بھائی موجود ہو تو علاتی بہن عصبہ بالغیر ہو گی۔(۶)

۷۔ محجوب بالذکور: علاتی بہن اس وقت محجوب ہو گی جب کہ میت کے اصول مذکر یا فروع مذکر موجود ہوں۔(۷)

(۱۰) ماں کے احوال

سوال: ماں کے احوال بتائیں؟

جواب: ماں کے ۳/ احوال ہیں: (۱) ثلثِ کل (۲) ثلث باقی (۳) سدس

سوال: تینوں حالتوں کی تفصیل بتایئے؟

جواب: تفصیل ملاحظہ کریں:

۱) **ثلثِ کل:** احد الزوجین کا باپ کے ساتھ اختلاط نہ ہو، کسی بھی جہت کے متعدد بھائی بہن نہ ہوں، نیز میت کی کوئی اولاد نہ ہو تو ماں کو "ثلثِ کل" ملے گا۔

۲) **ثلثِ باقی:** احد الزوجین کا باپ کے ساتھ اختلاط ہو، اور بقیہ دونوں عدمی شرطیں ہوں (یعنی اولاد اور متعدد بھائی بہن کسی بھی جہت کے نہ ہوں) تو ماں کو "ثلثِ باقی" ملے گا۔

---

(۵) محجوب بالاناث کی مثال: عدد مسئلہ ۳

۲/ اخت	اخت لاب
ثلثان	م
۲	

(۶) عصبہ بالغیر کی مثال: عدد مسئلہ ۳

اخت لاب	عصبہ
عصبہ بالغیر	عصبہ
۱	۲

(۷) محجوب بالذکور کی مثال: عدد مسئلہ ۱

اخت لاب	الابن
محجوب	عصبہ
م	۱

۳)سدس: اولاد ہو، یا متعدد بھائی بہن کسی بھی جہت کے ہوں تو ''ام'' کو ''سدس'' ملے گا۔(۱)

(۱۱)جدۂ صحیحہ(دادی،نانی)کے احوال

سوال: جدہ صحیحہ کے احوال بتائیں؟

جواب: جدہ صحیحہ کے ۲؍احوال ہیں: (۱)سدس (۲) محجوب

سوال: دونوں حالتوں کی تفصیل بتائیں؟

جواب: سدس: جدہ صحیحہ کے لیے کوئی حاجب نہ ہو تو جدہ صحیحہ کو ''سدس'' ملے گا۔

''جدہ'' کے حاجب چار ہیں:

(۱)ام(ماں)۔

(۲)اب(باپ)ابویات یعنی باپ کی طرف والی جدات کے لیے۔

(۳)جد(دادا)ابویات کے لیے حاجب ہے(ام الاب کو چھوڑ کر)

(۴)جدہ قریبہ دور کے لیے۔

---

(۱)ثلثِ کل کی مثال: عدد مسئلہ ۶ | ثلث باقی: عدد مسئلہ ۴ | سدس: عدد مسئلہ ۶

ام	اخت
ثلث	نصف
۲	۳

ام	اب	زوجہ
ثلث باقی	عصبہ	ربع
۱	۲	۱

ام	اخت	عم
سدس	ثلثان	عصبہ
۱	۴	۱

مجوب ☆: جدہ کے لیے کوئی حاجب ہوتو جدہ ''مجوب'' ہوگی۔

نوٹ: ذوی الفروض کی کل تعداد بارہ ہے جس میں سے گیارہ کا بیان ہوا، بارہویں کا بیان اخیافی بھائی کے ساتھ آگیا۔اس لیے کہ اخیافی بہن کا ذکر بھی اخیافی بھائی کے ساتھ ہوگیا۔

اصحاب الفرائض کے سہام پر اجمالی نظر

۱۔نصف ۲۔ربع ۳۔ثمن ۴۔ثلثان ۵۔ثلث ۶۔سدس

نصف کے حق دار مندرجہ ذیل ۵/افراد:

(۱)شوہر(۲)ایک بیٹی(۳)ایک پوتی(۴)ایک حقیقی بہن

(۵)ایک علاتی بہن۔

ربع کے حق دار:

ربع کے حق دار صرف ۲/افراد ہیں:(۱)زوجہ(۲)زوج۔

ثمن کے حق دار:

۱)بیوی:ایک ہوتب بھی،ایک سے زیادہ ہوتب بھی۔

☆مثالیں:سدس کی مثال: عددمسئلہ ۱۲

جدہ	بنت	زوج
سدس	نصف	ربع
۲	۶	۳

مجوب کی مثال: عددمسئلہ ۶

جدہ	ام	زوج
مجوب	ثلث	نصف
م	۲	۳

ثلثان:

سوال: ثلثان کے حقدار کتنے لوگ ہیں؟

جواب: ثلثان کے حق دار ۴/ افراد ہیں، وہ یہ ہیں: ۱) بیٹیاں ۲) پوتیاں ۳) سگی بہنیں ۴) علاتی بہنیں

ثلث:

سوال: ثلث کے حق دار کون لوگ ہیں؟

جواب: اس کے حق دار ۲/ طرح کے لوگ ہیں:

۱) ام (ماں) ۲) اخیافی بھائی، اخیافی بہن بشرطیکہ ۱/ سے زیادہ ہوں۔

سدس:

سوال: "سدس" کے حق دار کون کون لوگ ہیں؟

جواب: سدس کے حق دار ۷/ لوگ ہیں جو حسبِ ذیل ہیں:

۱) باپ ۲) دادا ۳) ماں ۴) جدہ صحیحہ (دادی، نانی)

۵) اخیافی بہن ۶) علاتی بہن ۷) پوتی

باب الحَجْبُ

سوال: حجب کے لغوی معنی کیا ہیں؟

جواب: حجب کے لغوی معنی ہیں: روکنا، منع کرنا۔

سوال: حجب کی اصطلاحی تعریف کیجیے؟

جواب: شرعی وارثوں کو ان کے مقررہ حصوں سے بالکل محروم کردینا یا ان کے حصے پہلے سے کچھ کم کرنا "حجب" کہلاتا ہے۔

حجب کی اقسام:

حجب کی ۲ قسمیں ہیں: (۱) حجبِ حرمان (۲) حجبِ نقصان۔

سوال: حجب حرمان اور حجب نقصان دونوں کی تعریف کیجئے؟

جواب: کسی وارث کو دوسرا وارث بالکل محروم کردے تو اس کو "حجبِ حرمان" کہتے ہیں۔ اور اگر وارث کا حصہ پہلے سے کم کردے تو اس کو حجبِ نقصان کہتے ہیں۔

حجبِ نقصان والے ورثہ

سوال: حجبِ نقصان کتنے ورثا کو لاحق ہوتا ہے؟

جواب: حجبِ نقصان ۵/ وارثوں کو لاحق ہوتا ہے۔ وہ یہ ہیں:

(۱) شوہر (۲) بیوی (۳) ماں (۴) پوتی (۵) علاتی بہن

نقصان کی تفصیل

سوال: مذکور الصدر پانچوں ورثا کے نقصان کی تفصیل بتایئے؟

جواب: جن وارثوں کا حصہ کسی دوسرے وارث کی بنا پر کم ہو جاتا ہے وہ پانچ افراد ہیں:

(۱) شوہر : اولاد کی وجہ سے نصف سے ربع ہو جاتا ہے۔

(۲) بیوی : اولاد کی وجہ سے ربع سے ثمن ہو جاتا ہے۔

(۳) ماں : اولاد، ۲/ بھائی، ۲/ بہن کی وجہ سے ثلث سے سدس ہو جاتا ہے۔

(۴) پوتی : بنت کی وجہ سے نصف سے سدس ہو جاتا ہے۔

(۵) علاتی بہن : سگی بہن کی وجہ سے نصف سے سدس ہو جاتا ہے۔

حرمان سے محفوظ وارث

سوال: کتنے وارث میراث سے کبھی محروم نہیں ہوتے، اور وہ کون کون سے وارث ہیں؟

جواب: چھ وارث میراث سے کبھی محروم نہیں ہوتے، اور وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) بیٹا (۲) باپ (۳) شوہر (۴) بیٹی (۵) ماں (۶) بیوی

ان کو مختصر الفاظ میں "ابوین" "زوجین" اور "ولدین" کہا جا سکتا ہے۔

حسبِ ذیل وارث کی وجہ سے دوسرے وارث محروم ہو جاتے ہیں:

سوال: کون سے ورثہ کی وجہ سے دوسرے ورثہ محروم ہو جاتے ہیں؟

جواب: اس کی تفصیل حسبِ ذیل ہیں:

(۱) ماں: ماں کی وجہ سے تمام جدات یعنی دادیاں اور نانیاں محروم ہو جاتی ہیں۔

(۲) باپ: میت کے باپ کی وجہ سے میت کے دادا، دادیاں، اور عینی، علاتی اور اخیافی تینوں طرح کے بھائی بہن میراث سے محروم ہو جاتے ہیں۔

(۳) اصلِ مذکر فرعِ مطلق: میت کی اصل مذکر یعنی باپ دادا کی وجہ سے، اسی طرح میت کی فرعِ مطلق یعنی بیٹا، پوتا، بیٹی، پوتی وغیرہ کی وجہ سے اخیافی بھائی بہن وراثت سے محروم ہو جاتے ہیں۔

(۴) بنات: میت کی لڑکیاں جب دو یا اس سے زیادہ ہوں تو پوتیوں کو میراث سے محروم کر دیتی ہیں۔(۱)

(۵) سگی بہن: میت کی سگی بہن دو یا دو سے زیادہ ہو تو علاتی بہن محروم ہوگی۔(۲)

(۶) بیٹا: میت کا بیٹا پوتے کو بالکل میراث سے محروم کر دے گا۔

عصبات کا بیان

سوال: اولاً عصبہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: اولاً عصبہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) عصبہ نسبی (۲) عصبہ سببی

سوال: عصبہ کی لغوی و اصطلاحی تعریف کیجیے؟

جواب: لغوی تعریف: عَصَبَۃٌ جمع ہے، واحد عَاصِبٌ، گھیرنے والا۔

عصب (ض) عصوبۃ گھیرنا، مرد کے باپ کا رشتہ

---

(۱) لیکن اگر پوتیوں کے مقابلے میں ان کا بھائی یعنی پوتا ہو یا ان سے نیچے درجے میں کوئی پوتا ہو، تو پوتیوں کو عصبہ بنا دے گا اور پوتی پوتوں کے درمیان بقیہ مال "للذکر مثل حظ الانثیین" کے ضابطے کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔

(۲) لیکن اگر علاتی بہن کے ساتھ علاتی بھائی ہو، تو بھائی اپنی بہن کو عصبہ بنا دے گا اور دونوں کو بچا مال "للذکر مثل حظ الانثیین" کے اعتبار سے تقسیم ہوگا۔

اصطلاحی تعریف: عصبہ میت کے وہ رشتے دار ہیں جن کا حصہ قرآن وحدیث میں مقرر نہیں ہے، اور وہ تنہا ہوں تو پورا ترکہ اور ذوی الفروض ہوں تو ان سے بچا ہوا ترکہ لے لیتے ہیں۔

سوال: عصبہ سبب کسے کہتے ہیں؟

جواب: غلام یا باندی کو آزاد کرنے والے کو عصبہ سببی کہتے ہیں، اس کا دوسرا نام ''مولی العتاقہ'' بھی ہے۔

سوال: عصبہ نسبی کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: عصبہ نسبی کی تین قسمیں ہیں: (۱) عصبہ بنفسہ (۲) عصبہ بغیرہ (۳) عصبہ مع غیرہ

سوال: عصبہ بنفسہ کسے کہتے ہیں؟ ☆

جواب: مندرجہ ذیل مردوں کو عصبہ بنفسہ کہتے ہیں:

۱) میت کی اولاد یعنی میت کا بیٹا پھر پوتا پھر پڑپوتا وغیرہ جتنے بھی نیچے تک ہوں۔

☆ عصبہ بنفسہ ہر اس رشتے دار کا نام ہے جس کا میت سے رشتہ جوڑنے میں مؤنث کا واسطہ نہ آئے۔ اس تعریف کو سامنے رکھیں تو وہ تمام رشتے دار عصبہ بنفسہ کی تعریف سے نکل جائیں گے جو مؤنث کے واسطے سے میت کی طرف منسوب ہوتے ہیں، جیسے نواسہ جس کو عربی میں ابن البنت کہا جاتا ہے، یہ لڑکی کے واسطے سے میت کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ اسی طرح نانا ہے جو عربی میں اب الام کہلاتا ہے، اور ام کے واسطے ہی میت کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ البتہ جو رشتے دار مذکر و مؤنث دونوں کے واسطے سے میت کی طرف منسوب ہوں تو مذکر کا اعتبار کریں گے، جیسے: اخ لاب وام یعنی حقیقی بھائی، یہ ماں باپ دونوں کے واسطے سے میت کی طرف منسوب ہے، ہاں مؤنث کا واسطہ وجہ ترجیح ضرور ہوتا ہے، مثلاً: اخ لاب وام پر اخ لاب کو ترجیح دیں گے، اس لیے کہ اخ لاب وام میں اخ دو واسطوں سے میت کی طرف منسوب ہے۔ (شریفیہ: ۴۶) یاد رہے کہ حقیقی اور علاتی بھائی اور ان کے لڑکے ہی عصبہ بنتے ہیں، اخیافی بھائی عصبہ نہیں ہوتا، وہ تو ذوی الفروض میں سے ہے، اور اس لیے کہ وہ صرف ماں کے واسطے سے بھائی ہے۔

۲) میت کا باپ پھر دادا پھر پردادا وغیرہ جتنے بھی اوپر تک ہوں۔

۳) میت کے باپ کی اولاد: مثلاً بھائی، لیکن پہلے سگا بھائی پھر علاتی بھائی، پھر ان کے لڑکے۔

۴) میت کے دادا کی اولاد جیسے چچا، تایا وغیرہ لیکن پہلے حقیقی چچا پھر علاتی چچا تایا وغیرہ بھی پھر اسی طرح ان کے لڑکے۔

نوٹ: عصبہ بنفسہ سب مرد ہی ہوتے ہیں۔

سوال: عصبہ بغیرہ کسے کہتے ہیں؟(۱)

جواب: مندرجہ ذیل عورتوں کو "عصبہ بغیرہ" کہتے ہیں:

(۱) میت کی بیٹی (۲) میت پوتی (۳) میت کی سگی بہن (۴) میت کی علاتی بہن

مندرجہ بالا ۴ عورتیں عصبہ بغیرہ ہیں، یہ اپنے اپنے بھائیوں کے ساتھ مل کر عصبہ بن جاتی ہیں، بیٹی بیٹا کے ساتھ، پوتی پوتا کے ساتھ، بہن بھائی کے ساتھ عصبہ بغیرہ ہیں۔ مال "للذکر مثل حظ الانثیین" کے قاعدے کے مطابق تقسیم ہوگا۔(۲)

---

(۱) عصبہ بغیرہ اور عصبہ مع غیرہ میں ایک فرق تو یہ ہے کہ عصبہ بالغیر میں مؤنث مذکر کے ساتھ عصبہ ہوتی ہے۔ حقیقتاً عصبہ مذکر ہی ہوتا ہے، لیکن وہ مؤنث کو بھی اپنے ساتھ ملا لیتا ہے، اور اس مؤنث کی فرض والی حالت بدل کر عصبہ والی حالت کی طرف منتقل ہو جاتی ہے تاکہ مؤنث کا حصہ اپنے برابر والے مذکر وارث سے زیادہ نہ ہو بلکہ اس کے برابر بھی نہ ہونے پائے اور مذکر کو مؤنث کا دوگنا مل جائے۔ (۲) یہاں یہ بات خصوصیت سے یاد رہے کہ جو عورتیں اصحاب الفرائض میں سے نہیں ہیں اور ان کے بھائی عصبہ ہوتے ہیں تو وہ اپنے بھائی کی وجہ سے "عصبہ بالغیر" نہیں بنتیں، مثلاً: پھوپھی ہے جو ایسی عورت ہے جو اصحاب الفرائض میں سے نہیں ہے وہ اپنے بھائی کے ساتھ عصبہ بالغیر نہیں بنے گی، پھوپھی کا بھائی چچا عصبہ ہوتا ہے۔ اسی طرح چچا کی لڑکی چچا کے لڑکے کے ساتھ "عصبہ بالغیر" نہیں بنے گی، یعنی بھتیجی بھتیجے کے ساتھ، اس لیے کہ یہ بھتیجی اصحاب الفرائض میں سے نہیں ہے۔..... عصبہ بالغیر اور عصبہ بغیرہ میں صرف لفظی فرق ہے در حقیقت کوئی فرق نہیں ہے۔ (مستفاد: سراجی و شرح سراجی)

سوال: عصبہ مع غیرہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: مندرجہ ذیل دو عورتیں ''عصبہ مع غیرہ'' کہلاتی ہیں جو میت کی لڑکیوں کے ساتھ ''عصبہ مع غیرہ'' بن جاتی ہیں: (۱) عینی بہن (۲) علاتی بہن

میراث کا مسئلہ بنانے کا طریقہ

سوال: وارثوں کو ان کا مقررہ حصہ کیسے دیا جائے؟

جواب: شریعت میں وارثوں کے لیے جو حصے مقرر ہیں ان کو صحیح دینے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے لفظ میت اس طرح لکھا جائے کہ میت کی ''ت'' کو خوب کھینچ کر اس طرح لکھیں: میتـــــــــــــــــــــــــــــ

لمبی تا کے نیچے زندہ وارثوں کے نام لکھیں، اگر شوہر کا انتقال ہوا ہے تو پہلے بیوی کو لکھیں، پھر اصحاب الفرائض کو، پھر عصبات کو جو زندہ ہوں۔

مثال: میتـــــــــــــــــــــــ میتـــــــــــــــــــــــ

زوجہ ام بنت ابن زوج جدہ بنت ابن

پھر ہر وارث کے نیچے اس کا حصہ، نصف، ربع، ثمن، ثلثان، ثلث، سدس جو بھی ہو لکھا جائے۔

وارثوں کو ان کے حصے دینے کے لیے چند اصول وقواعد

۱)سوال: اگر مسئلے میں دو وارث ہوں تو ترکہ کیسے تقسیم کریں؟

جواب: (أ) اگر مسئلے میں دو وارث ہوں اور دونوں کو نصف یعنی آدھا مل رہا ہو تو میت کی لکیر کھینچ کر اوپر ۲؍لکھ کر مسئلہ بنائیں۔ مثلاً: کسی عورت کا انتقال ہوا اور اس نے اپنا شوہر اور اپنی ایک حقیقی بہن چھوڑا ہے تو یوں لکھیں گے۔

عددمسئلہ۲	سلمیٰ
زوج	اخت عینی
نصف	نصف
۱	۱

اگر ایک وارث کو نصف اور دوسرے کو باقی ترکہ ملے تو اس طریقے سے لکھیں گے:

عددمسئلہ۲	زینت
زوج	عم
نصف	عصبہ
۱	۱

اس مسئلے میں زینت کا انتقال ہوا، اس نے شوہر اور چچا کو چھوڑا ہے تو ۲؍سے مسئلہ بنائیں گے، ۱؍حصہ شوہر کو دیں گے، ۱؍بچا گا وہ عم کو دیں گے۔

(۲) اگر میت کے دو وارث ہوں، ایک کو ثلث یا ثلثان مل رہا ہوں، اور دوسرے کو عصبہ ہونے کی وجہ سے بقیہ، تو مسئلہ ۳ر سے بنے گا۔ جیسے:

عدد مسئلہ ۳	زید
ام	عم
ثلث	عصبہ
۱	۲

عدد مسئلہ ۳	زید
۲ر بنت	عم
ثلثان	عصبہ
۲	۱

(۳) اگر مسئلے میں ربع اور ما بقیہ کے حق دار ہوں یا ربع اور نصف کے حق دار ہوں تو مسئلہ ۴ر سے بنے گا۔

مثلاً: ربع اور ما بقیہ کی مثال: عدد مسئلہ ۴

زوجہ	اخ
ربع	عصبہ
۱	۳

ربع اور نصف: عدد مسئلہ ۴

زوج	بنت
ربع	نصف
۱	۲

(۴) اگر مسئلے میں ثمن اور بقیہ کے حق دار ہوں، یا ثمن اور نصف کے حق دار ہوں تو ۸ر سے مسئلہ بنے گا:

مثالیں: ثمن اور بقیہ: عدد مسئلہ ۸

زوجہ	ابن
ثمن	عصبہ
۱	۷

ثمن اور نصف: عدد مسئلہ ۸

زوجہ	بنت
ثمن	نصف
۱	۴

سوال: میراث کی اصطلاح میں ''نوع اول'' اور ''نوع ثانی'' کس کو کہتے ہیں؟

جواب: نصف، ربع، ثمن کو ''نوع اول'' کہتے ہیں، اور ''ثلثان، ثلث، سدس کو ''نوع ثانی'' کہتے ہیں۔

سوال: نوع اول، نوع ثانی کے ساتھ جمع ہو تو اس میں مسئلے کی کیا تفصیل ہے؟

جواب: نوع اول میں نصف اگر نوع ثانی کے ثلثان، ثلث یا سدس یا سب کے ساتھ جمع ہو جائے تو مسئلہ ۶/ سے بنے گا۔

اگر نوع اول کا ''ربع'' نوع ثانی کے ثلثان، ثلث، سدس کے ساتھ یا کسی کے ایک ساتھ جمع ہو جائے تو مسئلہ ۱۲/ سے بنے گا۔

اور اگر ''نوع اول'' کا ثمن نوع ثانی کے کل یا بعض کے ساتھ جمع ہو جائے تو مسئلہ ۲۴/ سے بنے گا۔(۱)

---

(۱) مثالیں: نوع اول کے نصف کی نوع ثانی کے ساتھ آنے کی مثال: .... عدد مسئلہ ۶

زوج	ام
نصف	ثلث
۳	۲

نوع اول کے ربع کی نوع ثانی کے ساتھ آنے کی مثال: عدد مسئلہ ۱۲

زوجہ	ام
ربع	ثلث
۳	۴

نوع اول کے ثمن کی نوع ثانی کے ساتھ آنے کی مثال: عدد مسئلہ ۲۴

زوجہ	ام	ابن
ثمن	سدس	عصبہ
۳	۴	۱۷

عول کا بیان ☆

سوال: ''عول'' کے لغوی واصطلاحی معنی بتائیں؟

جواب: ''عول'' کے لغوی معنی زیادتی اور اضافے کے آتے ہیں، اور اصطلاحی معنی عول کے یہ ہیں کہ وارثوں کے حصے عددِ مسئلہ سے بڑھ جانے پر عددِ مسئلہ کو اسی کے بہ قدر بڑھانا عول کہلاتا ہے۔

سوال: عول کو مثال سے سمجھائیں؟

جواب: عول کو سمجھنے کے لیے میراث کے باب سے ہٹ کر عام زندگی میں آیئے اور دیکھیے کہ کبھی کسی کے یہاں مہمان آئیں، جن کی تعداد ۳ ر ہے، ان کی مختصر میزبانی کی گئی یعنی ان کے لیے ۳ ر چائے منگائی گئی، اب ۳ ر مہمانوں کے لیے ۳ ر چائے کافی ہے، اتنے میں ایک چوتھے مہمان بھی آگئے، اب ۳ ر چائے کی

☆ شریفیہ شرح سراجی عربی: ص ۵۵ پر ہے: ''و اول من حَکَمَ بالعولِ عمر، فانه وقعت في عهده صورة ضاق مخرجُها عن فروضها، فشاورَ الصحابة فيها (منهم عثمانؓ وعليؓ و عباسؓ بن عبدالمطلب، و ابن مسعودؓ و زيد بن ثابتؓ) فاشار العباسؓ إلى العول، فقال: اعيلوا الفرائض فتابعوه على ذلك، و لم ينكره أحد إلا ابنه بعد موته، فقيل له: هلاّ أنكرته في زمن عمرؓ فقال: هِبْتُه و كان مهيبا. و سأله رجل كيف تصنع بالفريضة العائلة؟ فقال: أدخِلُ الضررَ على من هو أسوء حالاً و هي البنات و الاخوات فإنّهن ينتقلن من فرضٍ مقدّر إلى فرضٍ غيرِ مقدّرٍ، فقال الرجل: ما يغنيك فتواك شيئا فإن ميراثك يُقسَم بين ورثتك على غير رأيك، فغضب، فقال: هلا يجتمعون حتى نبتهل فنجعل لعنة الله على الكاذبين، انّ الذي أحصى رمل عالج (اسم مفازة طولها و عرضها اربع مائة فرسخ فيها رمال) عددًا لم يجعل في مالٍ نصفين و ثلثا''. (شریفیہ: ص ۵۵)

مقدار نہ بڑھا کر انہیں تینوں میں سے تھوڑی تھوڑی چائے نکال کر الگ پیالی میں رکھ دی گئی اور چوتھے مہمان کو پیش کی گئی، اسی زیادتی کو میراث کی اصطلاح میں عول کہتے ہیں کہ چائے کی مقدار نہ بڑھی چائے کے رکھنے کی جگہ بڑھ گئی۔

میراث کے باب میں عول کو سمجھنے کے لیے یوں کہا جاسکتا ہے کہ عدد مسئلہ ۶ر سے وارثوں کا حصہ بڑھ کر سات ہو گیا، تو ۶ر کو سات بنا لیا جائے تاکہ وارثوں کو برابر برابر مل جائے اس کو عول کہتے ہیں، عدد مسئلہ بڑھ گیا، لیکن مقدارِ شی نہیں بڑھی۔

سوال: عدد مسئلہ (جن کو مخارج کہتے ہیں) کتنے ہیں؟

جواب: مخارج یا عدد مسئلہ ۷ر ہیں: ۲، ۳، ۴، ۶، ۸، ۱۲، ۲۴

سوال: عول کتنے مخارج میں ہوتا ہے، اور کتنے میں نہیں ہوتا؟

جواب: ۴ر مخارج میں عول نہیں ہوتا، وہ ۲، ۳، ۴، ۸ میں اور ۳ر مخارج میں عول ہوتا ہے:

وہ یہ ہیں: ۶، ۱۲، ۲۴

سوال: ۶، ۱۲، ۲۴ کا عول کیا کیا ہے؟

جواب: ۶ر کا عول ۷، ۸، ۹، ۱۰ ہے۔

۱۲ر کا عول ۱۳، ۱۵، ۱۷ ہے۔

اور ۲۴ر کا عول ۲۷ اور عبداللہ بن مسعودؓ کے نزدیک ۳۱ر ہے۔

وضاحت: جب ۶ر سے مسئلہ بنے تو کبھی وارثوں کے حصے ۷ر ہونے کی وجہ سے عدد مسئلہ کو ۷ر کبھی وارثوں کے حصے ۸، ۹، ۱۰ر تک ہوتے ہیں تو عدد مسئلہ ۶ر کو ۸، ۹، ۱۰ر تک بڑھانا پڑتا ہے۔ اسی طرح ۱۲ر سے مسئلہ بنے تو اس کو بڑھا کر ۱۳، ۱۵، ۱۷ر کرنا پڑتا ہے، اور ۲۴ر کو ۲۷ کرنا پڑتا ہے۔

ردکا بیان

یعنی باقی مال کی دوبارہ تقسیم

سوال: ”رد“ کے لغوی واصطلاحی معنی بتائیں؟

جواب: ”رد“ کے لغوی معنی ”لوٹانا“۔ اور اصطلاحی تعریف، رد کی یہ ہے کہ وارثوں کو ان کا مقررہ حصہ دینے کے بعد، بچے ہوئے مال کو مقررہ حصے کے بہ قدر انہیں وارثوں کو دوبارہ دینا ”رد“ کہلاتا ہے۔

نوٹ: زوجین یعنی میاں بیوی پر ”رد“ نہیں ہوتا۔(۱)

سوال: ”رد“ کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: رد کی چار قسمیں ہیں:

---

(۱) اگر زوجین کے علاوہ کوئی دوسرا وارث نہ ہو، مثلاً ذوی الارحام، مولی الموالات، مقرلہ بالنسب علی الغیر، اور موصی لہ بجمیع المال نہ ہوں، اور بیت المال بھی منتظم نہ ہو یعنی اس کا مال صحیح مصرف میں نہ خرچ کیا جاتا ہو تو ان صورتوں میں متاخرین احناف ؒ نے زوجین پر ”رد“ کا فتوی دیا ہے۔ رد المحتار: ۵/۵۵۶ میں ہے کہ ”قال في القنية: ويفتى بالرد على الزوجين في زماننا لفساد بيت المال، وفي المستصفى: الفتوى اليوم على الرد على الزوجين عند عدم المستحق لعدم بيت المال، إذ الظلمة لا يصرفه إلى مصرفه، المشهور من مذهب مالك ؒ: انه بيت المال وان لم يكن منتظما وهو مذهب الشافعي ؒ، وروى عن مالك ؒ كقولنا وبه افتى متاخروا الشافعية اذا لم ينتظم امر بيت المال، افاده في غرر الافكار“۔ (رد المحتار: ۵/۵۵۶)

۱) مسئلے میں ''من یرد علیہ''(۱) کی ایک جنس ہو، اور ''من لا یرد علیہ'' نہ ہو۔

۲) مسئلے میں ''من یرد علیہ'' کی ایک جنس ہو اور ''من لا یرد علیہ'' بھی ہو۔

۳) مسئلے میں ''من یرد علیہ'' کی ایک سے زیادہ جنس ہو اور ''من لا یرد علیہ'' نہ ہو۔

۴) مسئلے میں ''من یرد علیہ'' کی ایک سے زیادہ جنس ہو اور ''من لا یرد علیہ'' بھی ہو۔

مثالیں: (۱) عدد مسئلہ ۳ زید

۹/بنت

ثلثان

۲ ۱/باقی

اس مسئلے میں ۹/بنت ''من یرد علیہ'' کی ایک جنس ہے، اور احد الزوجین یعنی من لا یرد علیہ نہیں ہے، تو ارحصہ بچے گا اسی کو لوٹا کر ۹/بنت کو دینا ہے، اسی کو رد کہتے ہیں۔

اسلوب ''رد'': ''رد'' کی پہلی قسم میں بچے ہوئے مال کو لوٹانے کا طریقہ یہ ہے کہ ''مسئلہ ردیہ'' بنایا جائے، اور ایک جنس کے جتنے افراد ہیں (جن کو رؤوس کہتے ہیں) ان کی تعداد سے مسئلہ بنایا جائے۔ مثلاً: گذشتہ مسئلے میں ۹/بنت ہیں تو ردیہ مسئلہ اس طرح بنے گا۔

ردیہ ۹

۹/بنت

۹

(۱) زوجین کو ''من لا یرد علیہ'' کہا جاتا ہے اور دیگر ورثہ کو ''من یرد علیہ'' کہتے ہیں۔ (مؤلف)

دوسری قسم کی مثال: عددِ مسئلہ ۱۲

زوج	۳/بنت
ربع	ثلثان
۳	۸ - ۱/باقی

اس مسئلے میں زوج اور ۳/بنت ہیں، مسئلہ بنانے کے بعد ۱/حصہ بچ جاتا ہے، جسے ۳/بنت کو لوٹاتا ہے، اسی لوٹانے کو میراث کی اصطلاح میں رد کہتے ہیں۔

اسلوبِ رد: رد کی دوسری قسم میں مال کو لوٹانے کا طریقہ یہ ہے کہ مسئلہ "رد" یہ بنایا جائے تو احد الزوجین کے حصے کے عدد سے مسئلہ بنا کر باقی کو عدد رؤوسِ اہلِ رد پر تقسیم کر دیا جائے۔ مثلاً:

ردیہ ۴	۳/باقی
زوج	۳/بنت
ربع	ثلثان
۱	۳

تیسری قسم کی مثال: عددِ مسئلہ ۶

بنت	جدہ
نصف	سدس
۳	۱ - ۲/باقی

اس مسئلے میں بنت اور جدہ وارث ہیں جو من یرد علیہ کی دو جنس ہیں اور انہیں کو ۲/حصہ لوٹاتا ہے، اسی کو رد کہتے ہیں، اب انہیں کیسے لوٹایا جائے گا تو اس کا طریقہ اسلوبِ رد کے عنوان سے حسبِ ذیل ہے:

اسلوبِ رد: تیسری قسم میں بچا ہوا مال واپس کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جن کو مال دینا ہے ان کے سہام کے مجموعے کو عددِ مسئلہ بنا کر مسئلہ ردیہ بنایا جائے۔

جیسے: ردیہ۴ — ان کا مجموعۂ سہام ۴/ سہام تھا، اسی کو عددِ مسئلہ بنادیا پھر ۳/ بنت کو ملا تھا وہی اس کو دے دیا اور ۱/ جدہ کو ملا تھا اس کو دے دیا۔

جدہ	بنت
۱	۳

چوتھی قسم کی مثال: عددِ مسئلہ ۱۲

۶/ اخت لام	۴/ جدہ	زوجہ
ثلث	سدس	ربع
۴ + ۹ - ۳/ رد واپس کرنا ہے	۲	۳

اس مسئلے میں زوجہ ''من لا یرد'' ہے، اور جدہ اور اخت لام ''من یرد'' ہیں۔ اور ۳/ حصے بچے ہیں جو جدہ اور اخت لام کو لوٹانے ہیں، اب اسی لوٹانے کو ''رد'' کہتے ہیں، اور اس چوتھی قسم میں لوٹانے کا طریقہ یہ ہے۔

اسلوبِ رد: مسئلہ اقل مخرج احد الزوجین سے بنانے کے بعد باقی کو مجموعۂ سہام اہل رد پر بانٹ دیا جائے، مجموعہ سہام اہلِ رد کا مطلب یہ ہے کہ زوجین کے علاوہ باقی ورثا کا مسئلہ الگ سے بنایا جائے۔

مثال: مسئلہ ۴/ تصحیح - ۴۸ مابقیہ - ۳ — اصل مسئلہ ۶ رد - ۳

۶/ اخت	۴/ جدہ	۶/ اخت لام	۴/ جدہ	زوجہ
ثلث	سدس	ثلث	سدس	ربع
۲	۱	۲/۲۴	۱/۱۲	۱/۱۲

وضاحت: زوجہ کے ربع سے ۴/ نکال کر عدد مسئلہ ۴/ سے بنایا، ۱/ زوجہ کو دیا، ۳/ باقی بچا، جدہ اور اخت کا مسئلہ الگ سے بنایا، ۱/ جدہ کو اور ۲/ اخت کو ملا، ۳/ باقی میں سے ۱/ جدہ کو اور ۲/ اخت کو دے دیا۔ تصحیح ۴۸/ سے ہوئی تو سب کو حصہ برابر مل گیا۔

دو عددوں کے درمیان نسبت

سوال: دو عددوں کے درمیان کتنی نسبتیں ہوتی ہیں، نام بتائیں؟

جواب: دو عددوں کے درمیان ۴ر نسبتیں ہوتی ہیں، ان کے نام یہ ہیں:

۱) تماثل ۲) تداخل ۳) توافق ۴) تباین

سوال: چاروں نسبتیں جو ابھی مذکور ہوئیں ان کی تعریف کیجئے، مثال دیجئے؟

جواب: ہر ایک کی تعریف حسبِ ذیل ہے:

تماثل: دو عدد برابر ہوں تو ان کے درمیان کی نسبت کا نام تماثل ہے۔

مثلاً: ۳=۳ ۴=۴ ۹=۹

تداخل: دو عدد چھوٹے بڑے ہوں اور چھوٹا عدد بڑے عدد کو ایک یا چند مرتبہ میں کاٹ دے تو ان دونوں عددوں کی نسبت کا نام تداخل ہے۔

مثلاً: ۳ اور ۹ ۳ر ۹ کو تین مرتبہ میں کاٹ دیتا ہے۔(۱)

توافق: دو عدد ایسے ہوں کہ کوئی تیسرا عدد دونوں کو کاٹ دے تو دونوں عددوں کے درمیان کی نسبت کا نام "توافق" ہے۔

مثلاً: ۸ اور ۱۲۔ ان دونوں عددوں کو ۴ر کاٹ دیتا ہے۔(۲)

---

(۱) چھوٹا عدد بڑے کو جتنی بار میں کاٹے گا اس کو ریاضی کی اصطلاح میں "دخل" کہتے ہیں، مثلاً ۳ر نے ۹ر کو ۳ر بار میں کاٹا تو ۳ر کو "دخل" کہیں گے۔ (۲) ۴ر ۸ر کو دو بار میں میں کاٹتا ہے اور ۱۲ر کو ۳ر میں، اب یہ تیسرا عدد ۴ر ۸ر اور ۱۲ر کو جتنی بار میں کاٹ رہا ہے اس کو "وفق" کہیں گے تو ۸ر کا وفق ۲ر اور ۱۲ر کا وفق ۳ر کہلائے گا۔

تباین: دو عدد ایسے ہوں کہ تیسرا عدد بھی ان کو نہ کاٹ سکے تو ایسے دو عددوں کے درمیان ''تباین'' کی نسبت ہوگی۔

مثلاً: ۹/اور ۱۰/، ۱۱/اور ۱۲/، کوئی تیسرا عدد ان دو عددوں کو نہیں کاٹ سکتا۔

تصحیح کے سات اصول

سوال: تصحیح کے لغوی واصطلاحی معنی بتائیں۔

جواب: تصحیح بابِ تفعیل کا مصدر ہے، کسی چیز کو صحیح اور درست قرار دینا لغوی معنی ہے۔

اور تصحیح کی اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ وارثوں کو ان کے حصے کسر کے ساتھ مل رہے ہوں تو انہیں صحیح عدد میں بدل دینا تصحیح کہلاتا ہے۔

سوال: تصحیح کے کتنے اصول ہیں اور وہ کہاں کہاں جاری ہوتے ہیں؟

جواب: تصحیح کے کل ''سات'' اصول ہیں:

''تین اصول'' بین الرؤوس والسہام جاری ہوتے ہیں اور ''۴/اصول'' بین الرؤوس والرؤوس جاری ہوتے ہیں۔(۱)

سوال: تصحیح کے سات اصول وقواعد کیا ہیں، مثالوں کے ساتھ بتایئے؟

جواب: تصحیح کے سات اصول وقواعد حسبِ ذیل ہیں:

---

(۱) بین الرؤوس والسہام جاری ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کسر صرف ایک فریق (وارث) پر واقع ہو تو فریق کے افراد کی تعداد اور سہام یعنی حصوں کی تعداد میں نسبت دیکھی جائے گی۔ اور بین الرؤوس والرؤوس جاری ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کسر ایک فریق سے زیادہ پر واقع ہو تو بین السہام والرؤوس نسبت دیکھنے کے بعد فریق، فریق کے عددوں میں نسبت دیکھی جائے گی۔

(۱)اصول نمبر۱: اگر ہر وارث کو اس کا حصہ بغیر کسر کے مل جائے تو کچھ کرنے کی ضرورت نہیں۔

مثال: عددِ مسئلہ ۶

۴/بنت	ام	اب
ثلثان	سدس	سدس
۴	۱	۱

وضاحت:
۴/بنت کو ۴/مل گیا، ام کو ۱/اور اب کو ۱/مل گیا تو مزید کچھ کرنے کی ضرورت نہیں۔

(۲)اصول نمبر۲: اگر کسی ایک فریق پر کسر واقع ہو تو عددِ رؤوس اور عددِ سہام میں نسبت دیکھیں گے، اگر توافق کی نسبت ہو تو عدد رؤوس کے وفق کو عددِ مسئلہ میں ضرب دیں گے، پھر اسی وفق کو سہام میں بھی ضرب دیں گے۔

مثال: عددِ مسئلہ ۶×۳=<u>۱۸</u> توافق بالنصف

۶-۳/بنت	ام	اب
ثلثان	سدس	سدس
۴/۱۲	۱/۳	۱/۳

(۳)اصول نمبر۳: اگر کسر صرف ایک فریق پر واقع ہو اور عدد رؤوس اور عدد سہام میں تباین ہو تو کل عددِ رؤوس کو عددِ مسئلہ میں ضرب دیں گے، پھر اسی عدد رؤوس کو سہام میں بھی ضرب دیں گے۔ مثال: عددِ مسئلہ ۶×۵=<u>۳۰</u>

۵/بنت	ام	اب
ثلثان	سدس	سدس
۴/۲۰	۱/۵	۱/۵

(۴) اصول نمبر ۴: اگر ایک فریق سے زیادہ پر کسر واقع ہو تو پہلے عددِ سہام اور عددِ رؤوس کے درمیان نسبت دیکھیں گے، اگر توافق کی نسبت ہو تو عددِ رؤوس کے وفق کو اور اگر تباین کی نسبت ہو تو کل عدد رؤوس کو ایک جگہ جمع کریں گے، اب اگر جمع شدہ اعداد میں تماثل کی نسبت ہو تو کسی ایک عدد کو عدد مسئلہ میں ضرب دیں گے، پھر سہام میں ضرب دیں گے تو کسر ختم ہو کر صحیح اعداد نکل آئیں گے۔

مثال☆: عدد مسئلہ ۶×۳ = تـ <u>۱۸</u>

۶/بنت	۳/جدہ	۳/عم
ثلثان	سدس	عصبہ
۴/۱۲	۱/۳	۱/۳

۳ ، ۳ ، ۳ جمع شدہ اعداد

(۵) اصول نمبر ۵: اگر ایک سے زائد فریق پر کسر واقع ہو تو پہلے عددِ رؤوس اور عددِ سہام کے درمیان نسبت دیکھیں گے، اگر تباین کی نسبت ہو تو کل عدد رؤوس کو ایک جگہ جمع کر دیں گے، اور اگر توافق کی نسبت ہو تو عددِ رؤوس کو جمع کریں گے۔ اب جمع

☆ مثال کی وضاحت: ۶/بنت کو ۴/ ملا، ۳/جدہ کو ۱/ ملا، ۳/عم کو بھی ایک ملا تو ۶/ اور ۴/ میں توافق کی نسبت تھی۔ ۲/ سے ۶/ بھی کٹ جاتا ہے اور ۴/ بھی، لہٰذا ۶/ جتنی بار میں کٹتا ہے اس کو یعنی ۳/ (جو ۶/ کا وفق ہے) ایک جگہ جمع کر لیا، پھر ۳/ اور ۱/ میں تباین کی نسبت تھی تو ۳/ کو جمع کر لیا۔ اس طرح ۳/، ۳/، ۳/ جمع ہو گئے۔ یہ اعداد رؤوس سے حاصل شدہ اعداد ہیں۔ انہیں کے درمیان نسبت دیکھنا عدد رؤوس کے درمیان نسبت دیکھنا کہلاتا ہے۔ ان میں تماثل کی نسبت تھی تو ایک عدد ۳/ کو لے کر عدد مسئلہ اور تمام حصوں میں ضرب دے دیا گیا تو کسر ختم ہو گیا۔ ۳/ کو عدد مسئلہ ۶/ میں ضرب دیا تو ۱۸/ ہو گیا، ۴/ میں ضرب دیا تو ۱۲/ ہوا، ۳/ کو ۱/ میں ضرب دیا تو ۳/ ہو گیا، یہی ایک بار اور کیا گیا کہ ۱/ میں ضرب دیا تو ۳/ ہو گیا۔

شدہ اعداد میں اگر تداخل کی نسبت ہو تو بڑے عدد سے عددِ مسئلہ کو ضرب دیں گے، پھر اسی بڑے عدد سے سہام میں ضرب دیں گے۔

مثال☆: عددِ مسئلہ ۱۲×۱۲ = ت ۱۴۴

۴/زوجہ	۳/جدہ	۱۲/عم
ربع	سدس	عصبہ
۳/۳۶	۲/۲۴	۷/۸۴

۴ ، ۳ ، ۱۲ جمع شدہ اعداد

(۶) اصول نمبر ۶: اگر کسر ایک سے زیادہ فریق پر واقع ہو تو پہلے بین الرؤوس والسہام نسبت دیکھی جائے گی، پھر بین الرؤوس والرؤوس نسبت دیکھی جائے گی، چناں چہ بین الرؤوس والسہام نسبت دیکھ کر تباین کی شکل میں عددِ رؤوس کو اور توافق وتداخل کی شکل میں عددِ رؤوس کے وفق کو ایک جگہ جمع لیا جائے گا پھر جمع شدہ اعداد میں نسبت دیکھی جائے گی، یہی نسبت دیکھنا بین الرؤوس والرؤوس

☆ مثال کی وضاحت: ۴/زوجہ کو ۳/حصے ملے تو کسر واقع ہوئی، ۳/جدہ کو دو حصے ملے تو دوسرے فریق پر کسر واقع ہوئی، ۱۲/عم کو ۷/حصے ملے تو تیسرے فریق پر کسر واقع ہوئی۔ اب عددِ رؤوس رؤوس اور عددِ سہام میں نسبت دیکھی گئی ۴/اور ۳/ میں تباین ہے تو ۴/عددِ رؤوس کو محفوظ کرلیا گیا، ۳/جدہ اور ۲/حصوں میں تباین ہے تو ۳/کو جمع کیا گیا، پھر ۱۲/عم اور ۷/ حصوں میں تباین ہے تو ۱۲/کو محفوظ کیا گیا۔ اس طرح محفوظ اعداد (۴، ۳، ۱۲) ہوئے۔ ۴/کا ۱۲/میں تداخل ہے اور ۳/کا بھی ۱۲/میں تداخل ہے تو بڑا عدد ۱۲/رہا۔ اسی کے لے کر عددِ مسئلہ ۱۲/میں ضرب دیا تو ۱۴۴/ہو گیا، پھر اسی ۱۲/سے زوجہ کے سہام ۳/میں ضرب دیا ۳۶/ہو گیا۔ ۲/میں ضرب دیا ۲۴/ہوا، اور ۱۲/عم کے ۷/حصوں میں ضرب دیا تو ۸۴/ہو گیا۔ اب ۳۶+۲۴+۸۴= کو ملا دیا جائے تو ۱۴۴/ہو جائے گا، وہی عددِ مسئلہ اور عددِ تصحیح ہے۔

نسبت دیکھنا کہلاتا ہے، جمع شدہ اعداد کو بالترتیب چھوٹا، پھر بڑا، پھر اس سے بڑا عدد کے طور پر ایک جگہ لکھا جائے گا، پھر اس میں نسبت اگر توافق کی ہے تو ایک کے وفق کو دوسرے کے کل میں ضرب دیں گے، پھر حاصل ضرب اور اگلے عدد میں اگر توافق ہے تو ایک کے وفق کو دوسرے کے کل میں، اور اگر تباین ہے تو ایک عدد کو دوسرے میں ضرب دیں گے، حاصل ضرب کو تیسرے عدد میں نسبت دیکھیں گے، اگر توافق کی نسبت ہو تو ایک کے وفق کو دوسرے کے کل میں ضرب دیں گے اور حاصل ضرب کو عدد مسئلہ میں ضرب دیں گے، پھر حاصل ضرب سے سہام میں ضرب دیں گے۔

مثال: عدد مسئلہ ۲۴×۱۸= تـ ۴۳۲۰

۴/زوجہ	۱۸/بنت	۱۵/جدہ	۲/عم
ثمن	ثلثان	سدس	عصبہ
۳/۵۴۰	۱۶/۲۸۸۰	۴/۷۲۰	۱/۱۸۰

۴، ۹، ۱۵، ۶	محفوظ شدہ اعداد: ۴، ۹، ۱۵، ۶
۹×۴=۳۶	مرتب محفوظ اعداد: ۴، ۶، ۹، ۱۵
۳۶×۵=۱۸۰	

(۷) اصول نمبر ۷: اگر ایک سے زیادہ فریق پر کسر واقع ہو، اور ہر ایک کے عددِ رؤوس میں تباین کی نسبت ہو تو ایک عدد کو دوسرے میں ضرب دیا جائے، پھر حاصل ضرب کو تیسرے عدد میں ضرب دیا جائے، پھر حاصل ضرب کو چوتھے عدد میں ضرب دیا جائے، پھر آخری حاصل ضرب کو عددِ مسئلہ میں ضرب دیں، اسی

حاصل ضرب سے مسئلہ کی تصحیح ہوگی۔(۱)

مثال☆: عددِ مسئلہ ۲۴×۲۱۰=ت ۵۰۴۰

۲/زوجہ	۶/جدہ	۱۰/بنت	۷/عم
ثمن	سدس	ثلثان	عصبہ
۳/۶۳۰	۴/۸۴۰	۱۶/۳۳۶۰	۱/۲۱۰

جمع کردہ اعداد : ۲ ، ۳ ، ۵، ۷

۲×۳=۶

۶×۵=۳۰

۳۰×۷=۲۱۰

---

(۱) طرازی ۱۲۰ = نوٹ: جن جماعتوں پر کسر واقع ہو رہی ہے، ان کے عددِ رؤوس کے مابین کہیں "تماثل" کہیں "تداخل" کہیں "توافق" اور کہیں "تباین" ہو تو جن دو اعداد کے درمیان تماثل ہو ان میں تماثل کا قاعدہ جاری ہوگا، جن میں تداخل ہو ان میں تداخل کا قاعدہ اور جہاں توافق ہو وہاں توافق کا قاعدہ اور جہاں تباین ہو وہاں تباین کا قاعدہ جاری ہوگا۔ ایک ساتھ "تماثل"، "تداخل" اور "توافق" کی مثال حسب ذیل ہے:

مس ۲۴

۴/زوجہ	۱۶/جدہ	۱۲۸/بنت	۱۲/عم
ثمن	سدس	ثلثان	عصبہ
۳/۷۲	۴/۹۴	۱۶/۳۸۴	۱/۲۴

توضیح: اس نقشے میں ایک ہی ساتھ تماثل، تداخل، توافق تینوں نسبتیں پائی جارہی ہیں۔

مناسخہ کا بیان☆

سوال: مناسخہ کی لغوی واصطلاحی تعریف کیجئے؟

جواب: مُنَاسَخَةٌ باب مفاعلت کا مصدر ہے، نسخ مجرد کا مصدر ہے، نسخت الکتابَ کے معنی آتے ہیں "میں نے کتاب کے ایک نسخے سے دوسرے نسخہ نقل کیا"۔

اصطلاحی تعریف: ترکہ تقسیم کرنے سے پہلے کسی وارث کے مرجانے کی بنا پر اس کا حصہ، اس کے وارثوں کو منتقل کرنا "مناسخہ" کہلاتا ہے۔

مناسخہ بنانے کا طریقہ

سوال: مناسخہ بنانے کا آسان طریقہ بتائیے؟

جواب: مناسخہ بنانے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے میتِ اول کے مسئلے کی تصحیح و تخریج پڑھے ہوئے قواعد کی مدد سے کرلی جائے، میت اول کے تمام وارثوں کو ان کے حصے دے دیے جائیں، اس کے بعد میت ثانی کے مسئلہ کو بنایا جائے،

☆ مناسخہ صحیح بنانے کے لیے چند اصطلاحات یاد رکھیں: مورث اعلیٰ: مناسخہ کی مثال میں سب سے پہلے والا مستحق مورث اعلیٰ کہلاتا ہے۔ مافی الید: اس کا مختصر یہ ہے میم اور بے نقطے کی قا جس کی شکل یہ ہے "مقــــــــ" مافی الید میت کے اس حصے کو کہتے ہیں جو اسے اوپر کے ایک یا کئی مورثوں سے ملا ہوا، اس کے لکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ اسے میت کی لمبی لکیر کے بائیں جانب لکھا جاتا ہے اس طرح "_______ مقــــــ" قــــ: یہ نشان ہے اس کے حصے کو گھیرنے کا جس کا انتقال ہوگیا ہو اور اس کا حصہ یعنی مافی الید نقل کرلیا گیا ہو۔ اس کو علامتِ قبر بھی کہہ دیا جاتا ہے۔ المبلغ: مناسخہ میں جو آخری حاصل ضرب ہوتا ہے اس کو المبلغ کہتے ہیں۔ الاحیاء: مناسخہ کے آخر میں ایک لمبی لکیر اس طرح کھینچ دی جاتی ہے، اس کے نیچے تمام زندہ وارثوں کا نام اور ان کا حصہ لکھ دیا جاتا ہے۔

عائشہ　عبیدالرحمن　زاہدہ

اور میت ثانی کا جو حصہ پہلی میت سے ملا ہے اسے میت کی لمبی لکیر کھینچ کر لکیر کی بائیں جانب "مافی الید" کا نشان "مف" بنا کر لکھ دیا جائے، بعد ازاں میت ثانی کے عدد مسئلہ اور "مافی الید" (عدد) میں نسبت دیکھی جائے (۱) اگر "تماثل" کی نسبت ہے تو کچھ نہیں کرنا ہے، (۲) اور اگر "توافق" کی نسبت ہے تو تصحیح ثانی (عدد مسئلہ میت ثانی کا) کے وفق کو تصحیح اول یعنی میت اول کے عددِ مسئلہ میں ضرب دے دیا جائے۔ (۳) اور اگر "تباین" کی نسبت ہو تو کل تصحیح ثانی کو کل تصحیح اول میں ضرب دینا ہوگا۔

دونوں شکلوں میں حاصل ضرب سے دونوں میت کے وارثوں کے حصے نکلیں گے حصے نکالنے کی خاطر میت اول کے زندہ ورثہ کے حصوں کو مضروب میں ضرب دیا جائے، اور میت ثانی کے ورثہ کے سہام کو توافق کی شکل میں "مافی الید کے وفق" میں اور تباین کی شکل میں "کل مافی الید" میں ضرب دیا جائے۔

مناسخہ کی مثال:

ت ۱۲۸

ت ۳۲×۴ =

ت ۱۶×۲ =

بطن اول عدد مسئلہ ۴×۴ ۳ باقی عدد مسئلہ ۲ رد یہ ۴

ام (خدیجہ)	بنت (زبیدہ)	زوج (عبدالرحمٰن)
سدس	نصف	ربع
۱/۳/۲	۳/۹	۱/۴

بطن دوم مسئلہ۴ تماثل عبدالرحمٰن معــ۴

ام (زاہدہ)	اب (عبدالرحمٰن)	زوجہ (عائشہ)
ثلث باقی	عصبہ	ربع
۱	۲	۱
۲	۴	۲
۸	۱۶	۸

بطن سوم مسئلہ۶/۲وفق توافق بالثلث زبیدہ معــ۹/۳وفق

بنت (عابدہ)	ابن (عبدالکریم)	ابن (عبدالوحید)	جدہ (نانی خدیجہ)
عصبہ			سدس
۱	۲	۲	۱
۳	۶	۶	۳
۱۲	۲۴	۲۴	

بطن چہارم مسئلہ۲×۲=۴ تباین خدیجہ معــ۹

اخ (عبدالقیوم)	اخ (عبدالاحد)	زوج (عبدالصمد)
عصبہ		نصف
۱	۱	۱
۲	۹	۲
۱/۹		۱۸

المبلغ ۱۴۸

عائشہ	عبدالرحمٰن	زاہدہ	عبدالوحید	عبدالکریم	عابدہ	عبدالصمد	عبدالاحد	عبدالقیوم
۸	۱۶	۸	۲۴	۲۴	۱۲	۱۸	۹	۹

ذوی الارحام کا بیان

سوال: ذوی الارحام کی لغوی واصطلاحی تعریف کیجیے؟

جواب: رَحْمٌ، رِحْمٌ، رَحِمٌ کے لغوی معنی بچہ دانی، اس کی جمع "اَرْحَامٌ" آتی ہے۔ رشتہ داری، ذوالرحم، رشتہ دار، قربت والا۔☆

اصطلاحی تعریف: ذوی الارحام میت کے ان رشتے داروں کو کہا جاتا ہے جو نہ تو عصبہ ہیں اور نہ ہی ان کا حصہ قرآن وحدیث اور اجماع سے مقرر ہے۔ مثلاً: بھانجہ، نواسہ، خالہ، ماموں، پھوپھی وغیرہ۔

سوال: ذوی الارحام کی کل کتنی قسمیں ہیں اور کیا کیا؟

جواب: میراث کے مستحق ہونے کے اعتبار سے ذوی الارحام کی ۴ قسمیں ہیں:

(۱) وہ ذوی الارحام جو میت کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔(۱)

(۲) وہ ذوی الارحام جن کی طرف میت خود منسوب ہو۔(۲)

☆۲۵/اگست ۲۰۱۰ء بدھ کا دن ہے، میں بزنس تیخ گورکھپور زہرا ہاسپٹل میں والد صاحب کو لے کر، والد صاحب کے آپریشن کے لیے روم نمبر ۱۲۰ میں ایڈمیٹ ہوں، والدہ محترمہ بھی ساتھ ہیں، اور یہ سطریں حوالۂ قرطاس وقلم کر رہا ہوں۔

(۱) مثلاً: بیٹی کی مذکر ومؤنث اولاد: نواسہ، نواسی، پرنواسہ، پرنواسی۔ میت کی طرف منسوب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب رشتہ جوڑیں تو نسبت اور تعلق میت کی طرف آئے جیسے کسی میت کا نواسہ ہے، اس کا رشتہ جوڑتا ہے تو کہتے ہیں میت کی لڑکی کا لڑکا ہے۔ تو میت ہی طرف تو نسبت ہوئی۔ اسی طرح پوتی کی مذکر ومؤنث اولاد بھی پہلی قسم میں ہے۔

(۲) جد فاسد، جدۂ فاسدہ۔

(۳) وہ ذوی الارحام جو میت کے والدین کی طرف منسوب ہوں۔(۳)

(۴) وہ ذوی الارحام جو میت کے دادا، دادی کی طرف منسوب ہوں۔(۴)

خنثیٰ کا بیان

سوال: خنثیٰ کے لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کیجیے؟

جواب: خنثیٰ فُعلیٰ کے وزن پر لغت میں ہیجڑا کے معنی میں استعمال ہے، اس کی جمع خِنَاث اور خَنَاثی خاء کے زبر کے ساتھ آتی ہے۔ مشتق منہ خَنَثٌ ہے، باب تفعیل سے مُخَنَّثٌ کا لفظ بھی اسی سے ہے، اسم مفعول ہے، ہیجڑا کے معنی میں آتا ہے۔ ہیجڑا کہتے ہیں ایسے شخص کو جس میں لچک ہو۔

---

(۳) تیسری کی مثال: حقیقی، علاتی، اخیافی تینوں قسم کے بھائی بہن کی مذکر و مؤنث اولاد، تینوں قسم کے بھائیوں کے لڑکوں اور پوتوں کی لڑکیاں۔ اخیافی بھائیوں کے لڑکے، اور ان لڑکوں کے لڑکے، اور ان لڑکوں کی مذکر و مؤنث اولاد، یہ سب ذوی الارحام کی قسم ثالث کی مثال ہیں۔

(۴) چوتھی قسم کی مثال: ۱- باپ کی تینوں قسم کی بہنیں۔ ۲- باپ کے اخیافی بھائی اور ان کے لڑکے لڑکیاں نیچے تک۔ ۳- ماں کے تینوں طرح کے بھائی اور ان کے لڑکے لڑکیاں۔ ۴- ماں کی تینوں طرح کی بہنیں اور ان کی مذکر و مؤنث اولاد۔

علامہ شامیؒ نے ذوی الارحام کی چوتھی قسم میں قدرے تفصیل کی ہے جو حسب ذیل ہے: (۱) حقیقی اور علاتی چچا کی لڑکیاں اور ان سب کی اولاد بھی ذوی الارحام کی چوتھی قسم میں داخل ہے۔ (۲) میت کے باپ کے اخیافی چچا، اور حقیقی، علاتی اور اخیافی پھوپھیاں، خالائیں اور ماموں۔ (۳) میت کی ماں کے حقیقی، علاتی اور اخیافی چچا، پھوپھیاں، خالائیں اور ماموں۔ (۴) پھر گذشتہ تمام قسموں کی اولاد اور ان کی اولاد کی اولاد، نیچے تک۔ (رد المحتار: ۵/۵۲۲، بحوالہ طرازی: ۲۲۱)

اصطلاحی تعریف: خنثیٰ ایسے شخص کو کہتے ہیں جس کو ذکر و فرج دونوں ہوں، یا دونوں میں ایک بھی نہ ہو۔(۱)

خنثیٰ مشکل

سوال: خنثیٰ مشکل کسے کہتے ہیں؟

جواب: اگر بچے کو ذکر اور فرج دونوں ہیں اور دونوں سے بیک وقت پیشاب کرتا ہے تو

---

(۱) مذکر و مؤنث ہونا انسان کی دو متضاد صفات ہیں، پیدا ہونے کے بعد، اگر کسی کو دونوں آلے ہوں، تو اگر ذکر سے پیشاب کرے، تو اسے مذکر مانا جائے گا، اور فرج سے پیشاب کرے، تو اسے مؤنث مانیں گے۔ اس حالت میں دوسرا عضو، عضوِ زائد مانا جائے گا، جیسے کبھی کسی کو پانچ کے بجائے چھ انگلی ہوتی ہے تو وہ چھٹی عضوِ زائد ہے۔

ایک عجیب واقعہ: جاہلیت کا زمانہ تھا۔ ایک شخص اس زمانے میں بڑا عقل مند مشہور تھا۔ اس کا نام تھا عامر بن ظرب، لوگ اس کے پاس، اس کی عقل مندی کی وجہ سے اپنے معاملات حل کرانے آیا کرتے۔ ایک مرتبہ اس سے پوچھا گیا کہ ایک بچہ پیدا ہوا ہے، اس کو ذکر اور فرج دونوں ہیں، تو اس کو مرد مانا جائے یا عورت، اس سوال کو وہ حل نہ کرسکا اور کوئی صحیح جواب اس سے نہ بن پڑا، وہ بہت پریشان ہوا۔ رات آئی تو اس کی نیند اچاٹ ہوگئی، اضطرابی کیفیت میں وہ اپنے بستر پر کروٹیں بدلتا رہا۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر اس کی باندی نے پوچھا (باندی بھی بڑی ذہین و زیرک تھی) میرے آقا! کیا بات ہے؟ کیوں پریشان ہیں؟ پہلے تو اس نے ٹالنا چاہا، پھر اصرار بڑھا تو بتادیا کہ ایسا ایسا سوال کیا گیا ہے، باندی نے سنتے ہی فوراً کہا: دع المحال، و حَکِّمْ، اس میں پریشانی کی کیا بات ہے پیشاب جہاں سے آتا ہے اس کے مطابق فیصلہ کردیجئے، اگر پیشاب ذکر سے آتا ہے تو مرد ہے، اور اگر پیشاب فرج سے آتا ہے، تو عورت ہے۔

ایک حدیث: اسی واقعہ سے ملتی جلتی ایک حدیث بھی ہے، جسے حضرت ابن عباسؓ نے نقل کیا ہے کہ ایک ایسے ہی بچے کے بارے میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ایک بچہ ہے جس کو ذکر بھی ہے اور فرج بھی، تو اس کو مرد کی میراث دی جائے یا عورت کی؟ آپؐ نے فرمایا: "من حیث یبول" جس عضو سے وہ پیشاب کرتا ہے یعنی اگر ذکر سے پیشاب کرتا ہے تو مذکر مان کر میراث دی جائے اور اگر فرج سے پیشاب کرتا ہے تو عورت کی میراث دی جائے۔

(نصب الرایہ: ۴/۴۱۷، شریفیہ عربی: ۱۲۸، المواریث: ۱۹۵، طرازی: ۲۹۲)

بلوغ تک اس بچے کو ’’خنثیٰ مشکل‘‘ کہیں گے۔

قدرے تفصیل: بلوغ کے بعد اگر مردوں کی طرح جماع کا خواب دیکھے، عورت سے مباشرت کا خواب دیکھے اور احتلام ہو، یا داڑھی نکل آئے تو بچے کو مرد و مذکر مان کر میراث دیں گے۔

اور اگر پستان ابھر آئیں یا حیض آنے لگے یا حاملہ ہو جائے تو اس کو عورت مان کر عورت کی میراث دیں گے۔

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دونوں آلے موجود نہیں ہوتے، نہ تو ذکر ہوتا ہے نہ فرج، بل کہ کوئی سوراخ ہوتا ہے جس سے پیشاب نکلتا ہے تو اس صورت میں بھی اس بچے کو ’’خنثیٰ مشکل‘‘ مانیں گے۔

خنثیٰ مشکل کے احکام

سوال: خنثیٰ مشکل کو میراث کیسے دیں گے؟

جواب: خنثیٰ مشکل کو میراث دینے میں دو مسلک ہیں:

(أ) پہلا مسلک (۱): یہ ہے کہ میراث دو مرتبہ تقسیم کریں گے، ایک مرتبہ خنثیٰ مشکل کو مذکر

---

(۱) پہلے مسلک کی تخریج: اگر ایک لڑکا ایک لڑکی اور ایک خنثیٰ مشکل ہو تو:

مؤنث مان کر: عدد مسئلہ ۴

ابن	بنت	خنثیٰ (بنت)
۲	۱	۱

مذکر مان کر: عدد مسئلہ ۵

ابن	بنت	خنثیٰ (ابن)
۲	۱	۲

خنثیٰ کو ۱/۴ دیا جائے گا اس لیے کہ وہی کم ہے

مان کر اور دوسری مرتبہ اس کو مؤنث مان کر۔ ان دونوں صورتوں میں سے جس صورت میں خنثیٰ کو ترکہ کم مل رہا ہو وہی صورت اختیار کریں گے، اور اگر دونوں صورتوں میں سے ایک صورت میں خنثیٰ محروم ہو رہا ہو تو اس کو محروم قرار دیں گے۔ امام اعظمؒ اور امام محمدؒ کا یہی مذہب ہے، امام ابو یوسفؒ کا پہلا قول بھی یہی ہے، احنافؒ کے نزدیک اسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔

(۲) دوسرا مسلک (۲): یہ ہے کہ خنثیٰ مشکل مذکر کے حصے کا نصف اور مونث کے حصے کا نصف دونوں کو جوڑ کر جو مقدار بنے اسی کو دیا جائے گا، یہ رائے امام شعبیؒ کی ہے۔ (عامر بن شراحیل شعبی ولادت ۱۹ھ وفات ۱۰۳ھ)

---

(۲) دوسرے مسلک کی تخریج:

عددِ مسئلہ ۲ ½ تص ۹ ترکہ ۱۰۰۰ زید

ابن	بنت	خنثیٰ
۱/۳	۱/۲ ÷ ۲	۴/۳ یونٹ ÷ ۲
ترکہ: ۴۴۴/۴۵	۲۲۲/۲۲	۳۳۳/۳۳

حمل کی میراث

سوال: کیا حمل یعنی پیٹ میں موجود بچے کو میراث ملتی ہے؟

جواب: جی ہاں! حمل یعنی پیٹ میں موجود بچے کو میراث ملتی ہے۔

تفصیل: جس کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ حمل میت کا ہو تب بھی اسے میراث ملے گی اور اگر حمل میت کے علاوہ کا ہو، تو بھی حمل کو میراث ملے گی۔

مثال: مرنے والے کی بیوی حاملہ ہو تو یہ حمل میت کا کہلائے گا۔ اور میت کلالہ (۱) ہو اور اس کے وارث بھائی بہن ہوں اور بوقت موت اس کی والدہ حمل سے ہو تو یہ حمل میت کے علاوہ کا کہلائے گا۔

سوال: کیا حمل کے میراث پانے کے لیے کوئی شرط ہے؟

جواب: جی ہاں! حمل کے میراث پانے کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ زندہ پیدا ہو۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ مورث کی موت کے وقت یقیناً پیٹ میں ہو۔ اور یہ بات یقینی طور پر اس وقت معلوم ہوگی جب کہ وہ اکثر مدتِ حمل کے اندر پیدا ہو۔ (۲)

---

(۱) کلالہ: ایسی میت "جس کے نہ اصول ہوں اور نہ فروع ہوں"۔ (بیان القرآن اردو)

(۲) حمل کی اقل مدت چھ ماہ ہے اور اکثر مدتِ حمل میں اختلاف ہے۔ (۱) احناف ؒ کے نزدیک اکثر مدتِ حمل دو سال ہے، پس اگر مورث کی موت کے بعد دو سال کے اندر بچہ پیدا ہو تو وہ وارث ہوگا۔ اس کے بعد پیدا ہوگا تو وارث نہیں ہوگا، کیوں کہ اس صورت میں بوقتِ موت بچے کا پیٹ میں ہونا یقینی نہیں ہے۔ (۲) امام لیث بن سعد مصری ؒ کے نزدیک اکثر مدتِ حمل تین سال ہے۔ (۳) ائمہ ثلاثہ (امام مالک ؒ، امام شافعی ؒ، اور امام احمد ؒ) کے نزدیک اکثر مدتِ حمل چار سال ہے۔ (۴) امام زہری ؒ (جن کا نام محمد بن مسلم ہے) کے نزدیک اکثر مدتِ حمل سات سال ہے۔ (طرازی شرح سراجی: ۲۰۲)

حمل کے تین احکام

سوال: حمل کے تین احکام کیا ہیں؟ تفصیل بتلائیں۔

جواب: حمل کے تین احکام حسب ذیل ہیں:

(۱) اگر حمل میت کا ہو، جس کی شکل یہ ہے کہ شوہر کی وفات ہوئی اور بیوی حمل سے تھی اور دو سال کے اندر حمل پیدا ہو، ہاں یہ شرط ہے کہ عورت نے عدت کے ختم ہونے کا اقرار نہ کیا ہو، تو بچہ وارث بھی ہوگا مورث بھی۔ اور اگر دو سال کے بعد بچہ پیدا ہو، تو نہ وارث ہوگا نہ مورث۔

(۲) اگر حمل میت کا نہ ہو، باپ یا بیٹے کا ہو، جس کی صورت یہ ہوگی کہ میت کی ماں یا بہو حمل سے ہو، تو اگر میت کی موت کے بعد ۶/ ماہ میں یا ۶/ ماہ کے اندر بچہ پیدا ہو تو وہ وارث ہوگا، اس کے بعد پیدا ہو تو وارث نہ ہوگا۔

(۳) حمل کی توریث کے لیے اس کا مکمل یا اکثر حصہ زندہ پیدا ہونا شرط ہے، چناں چہ بچہ کا اکثر حصہ زندہ ہونے کی حالت میں باہر آ گیا پھر بچہ مر گیا تو وہ وارث ہوگا اور اگر پہلے ہی مر جائے تو وارث نہ ہوگا۔☆

☆اس کی علامت یہ ہے کہ اگر بچہ سیدھا پیدا ہو یعنی سر پہلے نکلے تو پورا سینہ نکلنے پر اکثر حصے کی ولادت کا فیصلہ کیا جائے گا۔ اور اگر بچہ الٹا پیدا ہو یعنی پہلے پیر نکلیں تو ناف تک نکلنے پر اکثر حصے کی ولادت کا فیصلہ کیا جائے گا۔ (سراجی)

مفقود کا بیان

لغوی واصطلاحی تعریف:

سوال: مفقود کی لغوی واصطلاحی تعریف کیجیے۔

جواب: ''مفقود'' اسم مفعول کا صیغہ ہے، گم شدہ، ''فقید'' بھی اسم مفعول آتا ہے۔ فقد یفقد باب ضرب سے آتا ہے۔

اصطلاحی تعریف مفقود کی یہ ہے کہ ایسا آدمی جو اپنی جگہ سے غائب ہو جائے اور اس کی زندگی وموت کا کوئی علم نہ ہو۔☆

مفقود کی میراث:

سوال: مفقود کو میراث ملے گی یا نہیں؟

جواب: مفقود کو میراث ملنے میں دو حیثیتیں ہیں: ایک حیثیت کے اعتبار سے مفقود کو میراث ملے گی، دوسری حیثیت کے اعتبار سے میراث نہیں ملے گی۔

دو حیثیتیں یہ ہیں:

(۱) مفقود اپنے مال میں زندہ سمجھا جائے گا، لہٰذا کوئی دوسرا اس کا وارث نہیں ہو سکتا۔

(۲) دوسرے کے مال میں مردہ سمجھا جائے گا، لہٰذا وہ کسی کا وارث نہیں ہوگا۔

☆مفقود: عربی تعریف: اسم لشخص غائب عن بَلَدِه و لا یُعرف خبرُهٗ انّه حیٌّ اَمْ مَیّتٌ.

(بدائع الصنائع: ۵/ ۲۸۷، المواریث: ۲۰۵، شریفیہ عربی: ۱۵۱)

مفقود کی موت کا حکم☆

سوال: مفقود کی موت کا حکم کب دیا جائے گا۔اس میں کچھ اختلاف ہوتو وہ بھی بتلایئے؟

جواب: جس مدت میں مفقود کی موت کا فیصلہ کر دیا جائے گا اس میں اختلاف ہے:

(۱) مفقود کا کوئی ہم عمر زندہ نہ بچے تو اب مفقود کو بھی مردہ مان لیا جائے گا۔ ظاہر الروایہ(۱) یہی ہے۔

(۲) مفقود کی پیدائش سے حساب لگا کر ۱۲۰ ربرس میں مفقود کو مردہ مان لیا جائے۔ (حسن بن زیاد عن ابی حنیفہؒ)

(۳) امام محمدؒ کے نزدیک ایک سو دس سال ہے۔

(۴) امام ابو یوسفؒ کے نزدیک وہ مدت ایک سو پانچ سال ہے۔

(۵) بعض فقہا کے نزدیک ۹۰/سال ہے۔

(۶) کچھ فقہا کی رائے یہ ہے کہ مدت کے سلسلے میں قاضی کی رائے معتبر ہے۔

☆مفقود کے غائب ہونے کی حالت میں اگر کسی ایسے رشتے دار کی وفات ہو جائے جس سے مفقود کو بھی میراث مل رہی ہے ہو، تو مفقود کا حصہ موقوف رکھا جائے گا۔ اگر مفقود گھر واپس آجائے تو اپنا حصہ لے لے گا، ورنہ اس موقوف حصے کو دوبارہ میت کے ورثہ میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ مفقود کا یہ حکم بعینہٖ حمل کی طرح ہے کہ زندہ ولادت ہونے کی صورت میں حمل کو ملتا ہے اور مردہ پیدا ہونے کی صورت میں کچھ نہیں ملتا، بل کہ موقوف رکھا ہوا حصہ دوبارہ مستحق میں بانٹ دیا جاتا ہے۔..... اسی طرح اگر مفقود کی موت کا فیصلہ کر دیا جائے تو مفقود کو حکماً میت مان لیا جائے گا اور اس کے تمام مال کو اس کے وارثوں میں بانٹ دیا جائے گا۔ ذہن نشین رہے کہ جب مفقود کی موت کا فیصلہ کیا جائے گا اس وقت جو وارث موجود ہوں گے انہیں کو مفقود کی میراث ملے گی جو لوگ پہلے وفات پا چکے ہوں گے ان کو میراث نہ ملے گی۔ (سراجی شریفیہ)

(۱) امام محمدؒ کی چھ کتابیں ہیں: سیر صغیر، سیر کبیر، جامع صغیر، جامع کبیر، مبسوط، زیادات: ان مجموعے کو "ظاہر الروایہ" کہتے ہیں۔

مرتد کا بیان

لغوی و اصطلاحی تعریف:

سوال: ''مرتد'' کی لغوی و اصطلاحی تعریف کیجیے؟

جواب: مرتد کے لغوی معنی ہیں: پھرنے والا، لوٹنے والا۔ یہ لفظ اسم فاعل کا صیغہ ہے، اصل میں مُرتَدِدٌ بروزن مُجْتَنِبٌ تھا۔ دو دال ایک جگہ آ گئی تو پہلی کو ساکن کر کے ادغام کر دیا گیا، مرتد ہو گیا۔

اصطلاحی تعریف: المرتد هو الراجع عن دين الإسلام. (درمختار)

مرتد وہ شخص ہے جو دین اسلام سے پھر جائے۔

مرتد کی میراث:

سوال: مرتد کی میراث کس کو ملے گی؟

جواب: مرتد اسلام سے پھرنے کے بعد میت کے حکم میں ہے، لہٰذا اس کے ورثہ کو اس کا مال دے جائے گا۔☆

☆ مرتد: کو ارتداد کی حالت میں باقی نہیں رہنے دیا جائے گا، پہلے تو اس پر اسلام پیش کیا جائے گا، اگر پھر سے دوبارہ اسلام لے آئے تو بہت اچھا، ورنہ اسے قتل کر دیا جائے گا اب مرتد کو اپنی جان بچا کر بھاگنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔ اگر وہ بھاگ کر دارالحرب چلا جائے یا مر جائے تو اس کا مال اس کے مسلمان ورثہ میں تقسیم کر دیا جائے گا، بشرطیکہ وہ مال اسلام کی حالت میں کمایا ہو۔۔۔۔ مرتد کسی کا وارث نہیں ہو سکتا۔ البتہ اگر کسی علاقے میں لوگ ایک ساتھ مرتد ہو جائیں تو اس علاقے کو دارالحرب قرار دیا جائے گا اور وہ لوگ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔ (سراجی: ۹۵)

مرتد کے مال کی اقسام اور ان کے احکام

سوال: مرتد کے مال کی قسمیں اور ان کا حکم بتایئے؟

جواب: مرتد کے مال کی تین قسمیں ہیں:

(۱) مسلمان ہونے کی حالت میں کمایا ہوا مال۔

(۲) مرتد ہونے کی حالت میں کمایا ہوا مال جب کہ مرتد ابھی دارالحرب نہ گیا ہو۔

(۳) مرتد ہونے کی حالت میں دارالحرب جا کر وہاں کمایا ہوا مال۔

پہلی قسم کا حکم: مرتد کا حالتِ اسلام میں کمایا ہوا مال بالاتفاق اس کے مسلمان ورثہ میں تقسیم کر دیا جائے گا۔

دوسری قسم کا حکم: دارالحرب جانے سے پہلے مرتد کا کمایا ہوا مال امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک "مالِ فئی" کے حکم میں ہے، لہٰذا اسے بیت المال میں جمع کر دیا جائے گا۔☆

تیسری قسم کا حکم: دارالحرب میں جانے کے بعد کمایا ہوا مال، بالاتفاق مالِ فئی کے حکم میں ہے۔

☆ صاحبینؒ کے نزدیک دوسری قسم کا مال بھی مسلمان ورثہ میں تقسیم ہوگا۔ اور امام شافعیؒ کے نزدیک پہلی اور دوسری قسموں کے مال کا حکم یکساں ہے، یعنی حالتِ اسلام اور حالتِ ارتداد (قبل دخول دارالحرب) کا کمایا ہوا مال بیت المال میں داخل کر دیا جائے گا۔ لیکن اس میں امام صاحبؒ کا مسلک راجح ہے، فتاویٰ قاضی خان میں اس کو مقدم بیان کیا گیا ہے، یہی راجح ہونے کی دلیل ہے۔ (طرازی:۲۸۹)

قیدی کا بیان

سوال: میراث کے سلسلے میں مسلمان قیدی کا کیا حکم ہے؟

جواب: مسلمان قیدی کا حکم میراث کے سلسلے میں دیگر مسلمانوں کی طرح ہے۔

وضاحت: اس کی مزید وضاحت یہ ہے کہ اگر مسلمانوں اور کافروں میں جنگ چھڑ جائے اور اسی اثنا میں کافر کسی مسلمان کو قید کرلیں اور وہ قید میں مسلمان باقی رہے، تو اس پر مسلمانوں جیسے ہی احکام جاری ہوں گے، یعنی اگر قید کی حالت میں اس کا انتقال ہو جائے تو اس قیدی کے ورثہ اس کی میراث پائیں گے اور اس قیدی کے کسی رشتے دار کا اگر انتقال ہو جائے تو یہ قیدی بھی اپنے حصے کی میراث پائے گا۔☆

☆قیدی کی حالت میں اگر وہ مسلمان مرتد ہو جائے تو اس پر مرتد کے احکام جاری ہوں گے، اور اگر اس کو نا معلوم جگہ قید میں رکھا گیا ہے تو اس پر مفقود کے احکام جاری ہوں گے۔ قیدی کی توریث کا طریقہ "خنثیٰ" یا "حمل" کی توریث کی مانند ہے۔ قیدی کی توریث کی تخریج حسب ذیل ہے:

پہلا مسئلہ: عدد مسئلہ ۱۲×۳ = ت۳۶

زوج	ام	بنت	اخت	اخ اسیر (زندہ مسلمان)
ربع	سدس	نصف	عصبہ	۱/۳
۳/۹	۲/۶	۹/۱۸	۱	۲

دوسرا مسئلہ: مسئلہ ۱۲

زوج	ام	بنت	اخت	اخ اسیر (مردہ یا مرتد)
ربع	سدس	نصف	عصبہ مع الغیر	×
۳/۹	۲/۶	۶/۱۸	۱/۳	

(بقیہ ص ۶۸ پر)

غرقیٰ، حرقیٰ اور ہدمیٰ کا بیان

سوال: "غرقیٰ"، "حرقیٰ" اور "ہدمیٰ" کی لغوی و اصطلاحی تشریح کیجیے؟

جواب: "غَرْقیٰ" جمع ہے، اس کا واحد "غَرِیْق" ہے، ڈوبنے والے "حَرْقیٰ" "حَرِیْق" کی جمع ہے، جلنے والے، اور ہدمیٰ ہَدِیْم کی جمع ہے، دب کر مرے ہوئے لوگ۔

میراث کے حوالے سے اس کی اصطلاحی تشریح یہ ہے کہ اگر چند رشتے دار ایک ہی ساتھ کسی ایکسیڈنٹ یا حادثے کا شکار ہو کر مر جائیں، مثلاً: چند رشتے دار کسی کشتی میں سوار تھے، کشتی ڈوب گئی اور سب مر گئے یا کسی جگہ آگ لگ گئی، سب جل کر جاں بحق ہو گئے، دیوار یا چھت گر گئی، اس کے نیچے دب کر مر گئے، جنگ کے میدان میں چند رشتے ایک ساتھ کافروں سے لڑتے لڑتے شہید ہو گئے، یا کسی باہر ملک میں جانا ہوا وہیں سب مر گئے، اور پتہ نہیں چل سکا کہ کس کی وفات پہلے ہوئی، کس کی بعد میں۔

ایسی صورتِ حال میں یہ سب رشتے دار ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے، ان مرنے والوں کے جو رشتے دار ہوں گے وہ سب ان کے وارث ہوں گے۔(۱)

---

(۱) باپ اور بیٹا ایک ساتھ ڈوب کر مر گئے، باپ کا نام زید ہے، بیٹے کا نام عمر۔ باپ نے اپنی بیوی رحیمہ اور لڑکی کریمہ اور پوتا بکر کو چھوڑا، اور لڑکے نے بیوی رفیقہ، ماں رحیمہ اور لڑکا بکر چھوڑا تو اس صورت میں باپ کا ترکہ الگ تقسیم ہوگا اور بیٹے کا ترکہ الگ تقسیم ہوگا، طریقۂ تقسیم یہ ہے: (بقیہ ص ۶۸ پر)

(بقیہ: ص ۶۷ کا)

عددِ مسئلہ ۸ — زید

زوجہ (رحیمہ)	بنت (کریمہ)	ابن الابن (بکر)
ثمن	نصف	عصبہ
۱	۴	۳

عددِ مسئلہ ۲۴ — عمر

زوجہ	ام	ابن
رفیقہ	رحیمہ	بکر
ثمن	سدس	عصبہ
۳	۴	۱۷

مذکورہ طریقۂ تقسیم امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ کا آخری قول اور امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کا پسندیدہ مسلک ہے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت علی بن ابی طالبؓ کی ایک روایت بھی یہی ہے اور علامہ ابن عابدین شامیؒ نے بھی اسی کو معتمد قرار دیا ہے۔ (شریفیہ، رد المحتار: ۵/۵۶۴)

اس طرح حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ایک روایت یہ ہے کہ جب ایک ساتھ کئی رشتے دار کسی حادثے وغیرہ کا شکار ہو کر وفات پا جائیں تو اگر ان میں سے ایک دوسرے کا وارث ہو تو وہ آپس میں ایک دوسرے کی میراث نہیں پائیں گے اور اگر کسی ایک جانب سے میراث مل رہی ہو تو وہ میراث پائے گا۔ (سراجی: ۹۸)

(بقیہ: ص ۶۶ کا) تصحیح مسئلہ:

زوج	ام	بنت	اخت
۹	۶	۱۸	۱
	×		۲

۱۲ اور ۳۶ میں تداخل ہے، پس ۳۶ کے سہام کو ضرب دیا، زوج، بنت، اور ام کو دونوں مسئلوں میں مساوی حصے ملے اس لیے وہ ان کو دے دے اور موقوف کچھ نہیں رہا، البتہ بہن کو ایک دیا ہے اور ۲/ حصے موقوف رکھے ہیں، پس اگر قیدی رہا ہو کر زندہ مسلمان واپس آیا تو وہ اپنے دو موقوف حصے لے لے گا ورنہ وہ بھی بعد میں بہن کو مل جائیں گے۔

یہ کام ۲۹/ شوال ۱۴۳۱ھ کو (۹/ اکتوبر ۲۰۱۰ء) پایۂ تکمیل تک پہونچا۔

فللہ الحمد علی ذلک

(۹/ ماہ، ۲۴/ دن میں یہ کام ہوا)

افتخار احمد قاسمی بستوی